ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
4
25 ربیع الثانی تا یکم جمادی الاوّل 1438ھ/ 24 تا 30 جنوری 2017ء

اس شمارے میں

توہین رسالت ایک سنگین جرم

بڑا زلزلہ آنے والا ہے

راہبر مل گئے !

مطالعۂ کلامِ اقبال

برما میں مسلمانوں کی نسل کشی، فوجی عدالتیں اور 39 ممالک کی مشترکہ فوج کی سربراہی

مقصدِ حقیقی کی طلب میں مستقل مزاجی

خراب کرگئی شاہیں بچے کو صحبت زاغ

مشعلِ راہ

ایک ایسی شخصی زندگی جو ہر طائفہ انسانی اور ہر حالتِ انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو، صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہے۔ اگر دولت مند ہو تو مکے کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو، بادشاہ ہو تو سلطانِ عرب کا حال پڑھو، اگر فاتح ہو تو بدر و حنین کے سپہ سالار پر ایک نظر ڈالو، اگر استاد اور معلم ہو تو صفہ کی درس گاہ کے معلم قدس کو دیکھو، اگر واعظ اور ناصح ہو تو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو، اگر تنہائی و بے کسی کے عالم میں حق کی منادی کا فریضہ انجام دینا چاہتے ہو تو مکے کے صادق و امین نبی ﷺ کا اسوۂ حسنہ تمہارے سامنے ہے۔ اگر تم حق کی نصرت کے بعد اپنے دشمنوں کو زیر اور مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو، تو فاتح مکہ کا نظارہ کرو۔ اگر یتیم ہو تو عبداللہ و آمنہ کے جگر گوشے کو نہ بھولو، اگر عدالت کے قاضی اور پنچایت کے ثالث ہو تو کعبے میں طلوعِ آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو جو حجر اسود کو کعبے کے ایک گوشے میں کھڑا کر رہا ہے، مدینے کی کچی مسجد کے صحن میں بیٹھنے والے منصف کو دیکھو، جس کی نظرِ انصاف میں شاہ و گدا اور امیر و غریب برابر تھے، اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کے مقدس شوہر کی حیاتِ پاک کا مطالعہ کرو، اگر اولاد والے ہو تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے والد اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے نانا کا حال پوچھو۔ غرض تم جو کوئی بھی ہو، کسی حال میں بھی ہو تمہاری زندگی کے لیے نمونہ، تمہاری سیرت کی درستی اور اصلاح کے لیے سامان، تمہارے ظلمت خانے کے لیے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے خزانے میں ہر وقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے۔

مولانا سید سلیمان ندویؒ

ذوالقرنین کون تھا؟

سورۃ الکہف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت:83

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝۸۳

اس رکوع میں ذوالقرنین کے بارے میں یہودِ مدینہ کے سوال کا جواب دیا گیا ہے۔ جدید تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ ذوالقرنین قدیم ایران کے بادشاہ کیخورس یا سائرس کا لقب تھا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب ایران کے علاقے میں دو الگ الگ خودمختار مملکتیں قائم تھیں۔ ایک کا نام پارس تھا جس سے ''فارس'' کا لفظ بنا ہے اور دوسرے کا نام ''مادا'' تھا۔ کیخورس یا سائرس نے ان دونوں مملکتوں کو ملا کر ایک ملک بنا دیا اور یوں سلطنت ایران کے سنہرے دور کا آغاز ہوا۔ دو مملکتوں کے فرمانروا ہونے کی علامت کے طور پر اس نے اپنے تاج میں دو سینگ لگا رکھے تھے اور اس طرح اس کا لقب ذوالقرنین (دو سینگوں والا) پڑ گیا۔

آیت ۸۳ ﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝۸۳﴾ ''اور یہ لوگ آپؐ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپؐ کہیے کہ ابھی میں آپ لوگوں کو اس کا حال بتاتا ہوں۔''

ذوالقرنین کے بارے میں جدید تحقیق کو اہل علم کے حلقے میں متعارف کرانے کا سہرا مولانا ابوالکلام آزادؒ کے سر ہے۔ انہوں نے اپنی تفسیر ''ترجمان القرآن'' میں اس موضوع پر بہت تفصیل سے بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ قدیم ایران کا بادشاہ کیخورس یا سائرس ہی ذوالقرنین تھا۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہودیوں نے خصوصی طور پر یہ سوال کیوں پوچھا تھا اور ذوالقرنین کی شخصیت میں ان کی اس دلچسپی کا سبب کیا تھا؟ اس سوال کا جواب ہمیں بنی اسرائیل کی تاریخ سے ملتا ہے۔ جب ۵۸۷ قبل مسیح کے لگ بھگ عراق کے بادشاہ بخت نصر نے فلسطین پر حملہ کر کے یروشلم کو تباہ کیا تو اس شہر کی اکثریت کو تہ تیغ کر دیا گیا اور زندہ بچ جانے والوں کو وہ اپنی فوج کے ساتھ بابل (Babilonia) لے گیا' جہاں یہ لوگ ڈیڑھ سو سال تک اسیری کی حالت میں رہے۔

جب ایران کے بادشاہ کیخورس یا سائرس (آئندہ سطور میں انہیں ''ذوالقرنین'' ہی لکھا جائے گا) نے ایران کو متحد کرنے کے بعد اپنی فتوحات کا دائرہ وسیع کیا تو سب سے پہلے عراق کو فتح کیا۔ عراق پر قبضہ کرنے کے بعد ذوالقرنین نے بابل میں اسیر یہودیوں کو آزاد کر دیا اور انہیں اجازت دے دی کہ وہ اپنے ملک واپس جا کر اپنا تباہ شدہ شہر یروشلم دوبارہ آباد کر لیں۔ چنانچہ حضرت عزیرؑ کی قیادت میں یہودیوں کا قافلہ بابل سے واپس یروشلم آیا۔ انہوں نے اپنے اس شہر کو پھر سے آباد کیا اور ہیکل سلیمانی کو بھی از سر نو تعمیر کیا۔ اس پس منظر میں یہودی ذوالقرنین کو اپنا محسن سمجھتے ہیں اور اسی سبب سے ان کے بارے میں انہوں نے حضورﷺ سے یہ سوال پوچھا تھا۔

فرمان نبویؐ

انجام کی فکر

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا))

(رواہ البخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم ان باتوں کو جان لو جو مجھے معلوم ہیں تو بہت تھوڑا ہنسو اور کثرت سے روتے رہو۔''

تشریح: انسان کی ظاہر بین آنکھ ان حقائق کا ادراک نہیں کر سکتی جن کا تعلق اعمال کی جزا اور سزا سے ہے اور وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ موت کی سختی کیسی ہے، برزخ میں کیا صورت حال پیش آئے گی اور قیامت کے دن کن مصائب سے دو چار ہونا پڑے گا۔ حضورﷺ فرماتے ہیں کہ ان سب چیزوں کو میں تو اچھی طرح جانتا ہوں لیکن تم نہیں جانتے۔ اگر میری طرح تمہیں بھی ان حقائق کا علم ہوتا تو تم تھوڑا ہنستے اور بہت کثرت سے روتے۔

یہ امر واقعہ ہے کہ خدا کی نافرمانی اور گناہوں کی سزا کا اگر ہمیں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ ہو تو غم کے مارے چہروں پر اُداسی چھا جائے۔ ہولناک مستقبل کے خوف سے ہنسی کہاں سے آئے گی؟ دہشت زدہ انسان کو ہر وقت رونے سے ہی سروکار رہے گا۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
25 ربیع الثانی تا یکم جمادی الاوّل 1438ھ جلد 26
24 تا 30 جنوری 2017ء شمارہ 04
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توہین رسالت ایک سنگین جرم

عالمی طاغوتی اور دجالی قوتوں کے پیٹ میں ایک بار پھر آئین پاکستان کے آرٹیکل 295/C کے حوالہ سے مروڑ اٹھا ہے، جس پر ہمارے بے چارے، لاچار اور بے بس حکمران سر جوڑ کر بیٹھ گئے ہیں کہ آقاؤں کی رضا حاصل کرنے کے لیے آئین کے اس آرٹیکل کا کیا کریں جو توہین رسالت کے مجرم کو سزائے موت کا حق دار قرار دیتا ہے۔ اس قانون کو منسوخ کرنا تو ممکن نہیں اس لیے کہ یہ مسلمانانِ پاکستان کے لیے جذباتی مسئلہ ہے۔ لہٰذا حکومت اپنے مختلف فورمز پر یہ کوشش کر رہی ہے کہ اس قانون میں ایسی ترمیم یا ترامیم کر دی جائیں کہ یہ قانون غیر مؤثر ہو کر رہ جائے اور ہمارے حکمران اپنے حکمرانوں کو مطمئن کر سکیں کہ اب پاکستان میں توہین رسالت پر سزا دینا ہی نہیں، اس جرم پر ابتدائی رپورٹ لکھنا بھی انتہائی مشکل بلکہ ناممکن بنا دیا گیا ہے۔ عالم کفر اور اسلام دشمن قوتیں تو اپنے نقطۂ نظر سے اپنا فرض ادا کر رہی ہیں، ان سے گلہ یا شکایت تو حماقت اور نادانی ہے۔ تف ہے ان نام نہاد مسلمانوں پر جو حکومت میں ہیں یا حکومت سے باہر رہتے ہوئے ان کے ایجنڈے کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ وہ ایمان سے کیوں ہاتھ دھو رہے ہیں؟ ان کا ضمیر کیوں مر گیا ہے؟ ان کے دل کیوں اندھے ہو گئے ہیں؟ ان کی اسلامی غیرت و حمیت کا جنازہ کیوں اٹھ گیا ہے؟ وہ خود کو جہنم کا ایندھن کیوں بنا رہے ہیں؟ اللہ رب العزت قرآن پاک کی سورۃ الحجر کی آیت 95 میں فرماتا ہے: ''ہم ان مذاق اڑانے والوں کے لیے کافی ہیں (یعنی ہم خود ان سے نمٹیں گے)'' تو کیا اللہ انہیں چھوڑ دے گا جو مذاق اڑانے والوں کے لیے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ گویا ان کے سہولت کار ہیں اور انہیں مواقع فراہم کر رہے ہیں، ان کے لیے آسانی پیدا کر رہے ہیں کہ آپؐ کی توہین کی جائے۔ کفار پر تو واضح طور پر جنت حرام کر دی گئی ہے اور جہنم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان کا مقدر قرار دے دیا گیا ہے۔ کیا دنیوی اقتدار یا دھن دولت کی خاطر یا اپنی قلبی اور ذہنی کجروی کی وجہ سے تم بھی اپنا مستقل ٹھکانا ان کے ساتھ بنانا چاہتے ہو؟ ایمان کے حوالہ سے اللہ نے اپنے آخری رسولؐ کو اپنے ساتھ بریکٹ کیا ہے۔ (گویا اللہ پر ایمان اور حضور ﷺ کا انکار قابل قبول نہیں یہ اللہ ہی کا انکار ہوگا) اللہ کی آخری کتاب کو، اس کے فرمودات کو قبول نہ کرنا، اللہ کو نہ ماننا ہے اور اللہ قرآن پاک میں حضور ﷺ کو خطاب کر کے فرماتا ہے: ''اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر'' یہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کوئی لفاظی نہیں ہے، محض ادبیت نہیں ہے۔ حقیقت کا متلاشی کوئی انسان اگر انسانی تاریخ کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کرے گا اور دل کی آنکھوں سے کرے گا تو اس پر یقیناً یہ منکشف ہوگا کہ اللہ کے اس مبارک قول پر تاریخ بھی مہر تصدیق ثبت کرتی ہے۔ اللہ رحمۃ للعالمین ﷺ کو نہ بھیجتا تو آج بھی بچیاں زندہ دفن کی جا رہی ہوتیں۔ یورپ تو شروع سے

عورت کے لیے Wo-man کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ وہاں آج بھی لوگ شراب ایک دوسرے کے منہ پر پھینک کر صدیوں جنگ لڑ رہے ہوتے۔ اللہ نے آپ ﷺ کے ذریعے دنیا پر علم کے خزانوں کے منہ کھول دیئے۔ اس علم کا ایک بہت بڑا ذخیرہ عرب سے سپین اور سپین سے باقی یورپ کو پہنچا۔ آپؐ نے اخلاقیات کا وہ قولی اور عملی درس دیا کہ انسان حقیقتاً اشرف المخلوقات نظر آنے لگا۔ عدل کو نظام کا جزو لاینفک بنایا۔ ادب' احترام' شائستگی' ہمدردی محبت اور شفقت کو بحیثیت مجموعی انسانوں کے مزاج کا حصہ بنا دیا۔ وگرنہ انسان آج بھی محض درندہ بے چنگ ہوتا۔

نوٹ کیجیے کہ آج جو دنیا میں درندگی کے واقعات رونما ہوتے ہیں، یہ اُس رحمت سے منہ موڑنے کا ہی نتیجہ ہے۔ یہ نیم دلی سے یا جزوی طور پر تسلیم کرنے کا نتیجہ ہے۔ بہرحال ان سطور میں ہم حکمرانوں کو یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کی توہین کا راستہ کھول کر یا اُسے آسان بنا کر اپنے پاؤں پر کلہاڑا نہ چلائیں۔ اسلام کو اگر ایک شجر سے منسوب کریں تو براہِ کرم مسلمان ہو کر اس کی جڑوں کو کاٹنے کی کوشش نہ کریں۔ محمد ﷺ سے وفا کریں تاکہ لوح وقلم سے مناسبت پیدا ہو۔ بلکہ وہ تمہارا ہی ہو جائیں۔ دشمن تو کوشش کرے گا کہ تمہارے بدن سے روحِ محمد ﷺ کو نکال دے۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ آیئے مل کر دشمن کے عزائم کی راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔ آپؐ سے ذہنی وقلبی تعلق اور وابستگی ہی ہمیں اللہ رب العزت سے جوڑ سکتی ہے۔ اللہ ہی ہمارا تمہارا خالق و مالک ہے۔ وہ راضی ہو جائے تو اسلام دشمن طاغوتی قوتیں آپ کا یا ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ اللہ پر بھروسا کر کے ڈٹ جائیں اور حضور ﷺ کے دشمنوں کو یہ پیغام دیں کہ حرمتِ رسولؐ ہمارے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ ہم نہیں چاہیں گے اور ہرگز نہیں چاہیں گے کہ رسول ﷺ کی توہین کی جائے اور ہم زندہ رہیں۔ پہلے ہی ہم شرمندہ ہیں کہ رشدی ابھی زندہ ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ محمد ﷺ سے دلی اور ذہنی انقطاع تو بہت بڑی اور دور کی بات ہے۔ خدانخواستہ کسی مسلمان کے دل میں آپؐ سے محبت میں کمی بھی واقع ہو جائے تو ایمان برباد ہو جائے گا اور آخرت تباہ ہو جائے گی۔

ہم نے یہ عرض کر کے' اپنے حکمرانوں کو جو ہمارے مسلمان بھائی ہیں اور وہ جو سیکولرازم کے نشے میں مدہوش ہو کر خود کو بھلا بیٹھے ہیں اپنے تئیں حق وصیت ادا کیا ہے۔ اللہ اُن کے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کو مستحکم کرے اور اُنہیں صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ خدارا! خود پر رحم کرو، اللہ نے تمہیں پیدائشی طور پر حلقہ بگوش اسلام کیا تھا۔ پیدا ہوتے ہی تمہارے کانوں میں اس کلمہ طیبہ کا رس گھولا گیا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ کتنے خوش قسمت تھے تم۔ کیوں اپنی خوش قسمتی کو بدترین بدقسمتی میں بدلتے ہو۔ ایسا بھی اپنا کوئی دشمن ہوتا ہے؟ یہ روحانی خودکشی ہے۔

اب کچھ گزارشات اسلامی جماعتوں کے گوش گزار کرنا ہمارے لیے باعث سعادت ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ پہلے ہی انتخابات میں شرکت اور پے در پے شکستوں نے اسلامی جماعتوں کی آواز میں بہت کمزوری پیدا کر دی ہے۔ عوام بھی اس وجہ سے اسے اسلام کی بجائے اسلام آباد کا مسئلہ سمجھتے ہیں۔ یہ طعنہ دینی جماعتوں کے کارکنوں کو اکثر سننا پڑتا ہے۔ اب تو کچھ اسلامی جماعتیں سیکولر یا اسلام پسند جماعتوں کی حلیف بن چکی ہیں جس سے وہ لوگ مایوسی کا شکار ہوتے جا رہے ہیں جن کے دلوں میں اسلامی جذبہ مچلتا رہتا ہے۔ بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت کے دلوں میں اب بھی حضور ﷺ سے بے پناہ محبت کا جذبہ موجود ہے۔ 295/C کے حوالہ سے اہل پاکستان کو متحرک کرنے کی ضرورت ہے، لیکن یہ تحریک محض میٹنگز کا انعقاد کرنے سے، پریس ریلیز وغیرہ جاری کرنے سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر سکے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام اسلامی جماعتیں بلاتفریقِ مسلک ایک ایسی تحریک چلائیں کہ ایوان اقتدار کے مکین یہ جان لیں کہ ان کے بیرونی آقا انہیں عوام کے ردعمل سے نہیں بچا سکیں گے اور جس اقتدار کی خاطر وہ اسلام دشمنوں کا دباؤ قبول کرتے ہیں وہ ان بیرونی آقاؤں کی آشیرباد کے باوجود اپنے اقتدار کو بچا نہ پائیں گے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ تمام اسلامی جماعتیں سنجیدگی سے میدان میں نکل آئیں، ان شاء اللہ حکومت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے گی اور آئین کے اس آرٹیکل میں کوئی ترمیم نہیں کی جا سکے گی۔ ہم یہ بھی عرض کرنے پر مجبور ہیں کہ یقیناً اللہ کی ثناء اور محمد ﷺ کی شان میں نعت گوئی ایک نیک کام ہے، یقیناً یہ عمل اجر سے محروم نہیں رہے گا، لیکن سوچیئے تو سہی، کیا اللہ اور رسولؐ ہم سے صرف اس بنا پر راضی ہو جائیں گے کہ ہم اچھے ثناء خواں یا نعت گو ہیں۔ کیا کائنات کا ذرہ ذرہ اور آسمانوں پر فرشتے اللہ کی ثناء نہیں کر رہے؟ کیا اللہ، اُس کے فرشتے اور تمام مسلمان حضور ﷺ پر درود نہیں بھیج رہے؟ حقیقت میں ہمارا امتحان یہ ہے کہ ہم اس سے آگے بڑھ کر اللہ کی بڑائی قائم کرتے ہیں یا نہیں۔ حضور ﷺ کا لایا ہوا نظام عدل اجتماعی نافذ کرتے ہیں یا نہیں۔ ہماری دنیوی اور اُخروی فلاح کا انحصار اِس امتحان میں کامیابی پر ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اِس امتحان میں سرخرو کرے۔ آمین یارب العالمین! ❁❁❁

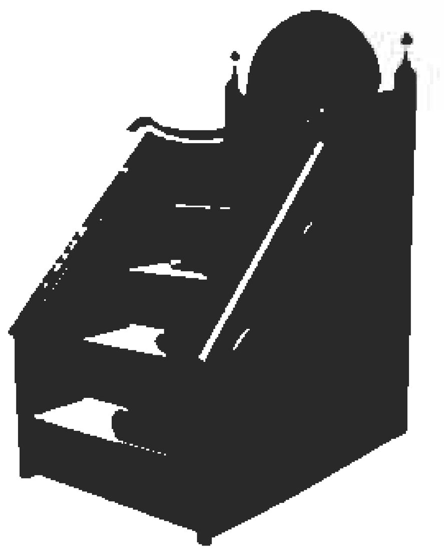

بڑا زلزلہ آنے والا ہے

سُورۃُ الزِّلْزَال کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 13 جنوری 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراہیم

محترم قارئین! آج ہم ان شاء اللہ سورۃ الزِّلْزَال کا مطالعہ کریں گے۔ سورۃ الزلزال اور اس کے بعد والی تین سورتوں کا ایک گروپ ہے۔ یہ چاروں سورتیں حجم میں برابر ہیں، وزن میں بھی ایک جیسی ہیں اور ان چاروں سورتوں کا مرکزی مضمون بھی ایک ہی ہے یعنی انذار آخرت۔ قرآن مجید کے آخری پارے کی اکثر سورتوں کا مرکزی مضمون یہی ہے لیکن ہر سورت کا انداز منفرد ہے اور ہر دفعہ ندرت کلام کے بڑے بڑے مظاہر سامنے آتے ہیں۔ یہ چاروں سورتیں بھی اس کی بہت بڑی مثال ہیں۔ فرمایا: ﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ①﴾ ’’جب زمین بھونچال سے ہلا دی جائے گی۔‘‘

یہ زلزلہ وہی ہے جسے ہم پہچانتے ہیں کہ زمین کے ایک حصے میں معمولی سی ارتعاش پیدا ہو جاتی ہے اور ہم پکار اُٹھتے ہیں کہ زلزلہ ہو گیا۔ لیکن جس دن وہ زلزلہ آئے گا جس کا یہاں ذکر ہو رہا ہے تو زمین ایسی ہلائی جائے گی کہ جس کو واقعی ہلنا کہتے ہیں۔ اس کی تھوڑی سی جھلک سورۃ الحج کی ابتدائی آیات میں یوں دکھائی گئی ہے: ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ①﴾ ’’اے لوگو! تقویٰ اختیار کرو اپنے رب کا ‘یقیناً قیامت کا زلزلہ عظیم حادثہ ہوگا‘‘۔

یہاں یہ بات نوٹ کیجیے کہ جس کو ہم قیامت کہتے ہیں اسے قرآن مجید میں السَّاعَة کہا گیا ہے۔ یعنی وہ وقت، وہ ایک گھڑی جو آنے والی ہے۔ لفظ قیامت حقیقت میں روز محشر کے لیے ہے جب ہم دوبارہ زندہ ہو کر میدان حشر میں اللہ کی عدالت میں کھڑے ہوں گے۔ قیام عربی کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کھڑے ہونا۔ تو جس کو ہم قیامت سمجھ رہے ہیں کہ ایک دن زمین پر قیامت ٹوٹے گی اور سب ہلاک ہو جائیں گے قرآن کی اصطلاح میں وہ السَّاعَة ہے کہ جس میں وہ بڑا زلزلہ آئے گا: ﴿اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰی ⑮﴾ (طٰهٰ) ’’بے شک قیامت آ کر رہے گی، میں اسے مخفی ہی رکھوں گا تا کہ بدلہ دیا جائے ہر جان کو جو اُس نے کوشش کی ہو۔‘‘

یعنی وہ ساعت جس کی خبر تمام انبیاء و رسل نے دی ہے اور قرآن مجید کی مکی سورتوں کا مرکزی مضمون ہی اس ساعت کی ہولناکیوں سے خبردار کرنا ہے۔ زلزلے کے تجربے تو انسانوں کو اب بھی ہو رہے ہیں مگر وہ ساعت بہت بڑی شے ہے: ﴿یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰی﴾ ’’جس دن تم اُس کو دیکھو گے اس دن (حال یہ ہوگا کہ) بھول جائے گی ہر دودھ پلانے والی جسے وہ دودھ پلاتی تھی اور (دہشت کا عالم یہ ہوگا کہ) ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا اور تم دیکھو گے لوگوں کو جیسے وہ نشے میں ہوں‘‘

جیسے کوئی آدمی شراب پی کر اپنے حواس سے باہر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس دن انسان بدحواسی کے آخری درجے کو پہنچا ہوگا جیسے وہ پاگل ہو گیا ہو لیکن حقیقت میں اس پر کوئی سکر کے آثار نہیں ہوں گے بلکہ وہ دہشت کی وجہ سے اس قدر بدحواس ہو جائے گا۔ ﴿وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰی وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ ②﴾ (الحج) ’’حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے، بلکہ اللہ کا عذاب ہی بہت سخت ہے۔‘‘

وہ ساعت، وہ گھڑی، وہ زلزلہ آ کر رہے گا۔ جس رب نے زمین و آسمان سمیت ساری کائنات کو بنایا ہے اسی کا فیصلہ ہے کہ وہ وقت آنا ہے اور اس دن زمین یوں ہلا دی جائے، جھنجھوڑ دی جائے گی کہ:

﴿وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ②﴾ ’’اور زمین اپنے سارے بوجھ نکال کر باہر پھینک دے گی۔‘‘

جب زمین میں ہل چلایا جاتا ہے تو اندر کی چیزیں باہر آ جاتی ہیں۔ یوں ہی اس دن زمین کو اس طریقے سے جھنجھوڑ دیا جائے گا کہ اس کے اندر کے سارے بوجھ باہر آ جائیں گے۔ یہ بوجھ کون کون سے ہیں؟ جو بھی انسان پیوند خاک ہوا، اس کی باقیات سمیت زمین کی گہرائیوں تک ہر چیز، وہ خزانے بھی جن کی تلاش میں انسان سرگرداں رہتا ہے، سب کچھ ہوا میں بکھرے ہوئے ذروں کی مانند باہر آ جائے گا۔

﴿وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ③﴾ ’’اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟‘‘

آج تو جب زلزلہ آتا ہے تو ہمارے ماہرین یہی قیاس آرائیاں کرتے ہیں کہ زیر زمین پلیٹوں میں ٹکراؤ ہوا ہے یا قشر ارض سے توانائی کا اخراج ہوا ہے وغیرہ۔ لیکن اس دن ایسی ہلچل مچے گی کہ انسان کو سب قیاس آرائیاں بھول جائیں گے اور اسے سمجھ ہی نہیں آئے گی کہ ہو کیا رہا ہے؟ ایسی اتھل پتھل ہوگی کہ زمین کے اندر کی چیزیں بھی باہر آ جائیں گی۔ یہاں مجھے اپنے ایک کزن کا واقعہ یاد آ رہا ہے جو اپنے ایک اور کزن کے ساتھ امریکہ میں ایک

رائیڈنگ (Ferris wheel) کا تجربہ بتا رہے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ بیٹھ تو ہم گئے لیکن ہمارا پھر جو حشر ہوا وہ تجربہ آج تک ہم نہیں بھولے۔ ہماری جیبوں میں جو کچھ بھی تھا اور جس جیب میں بھی تھا سب کچھ نکل گیا۔ کیونکہ جس طریقے سے اس رائیڈ کو گھمایا جا رہا تھا۔ ایک طرف وہ خود بڑی تیزی سے سرکل میں تھا اور اس کا ہر کیبن بھی اپنی جگہ گھوم رہا تھا اور اس کی سپیڈ بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو پاگل ہونے کے قریب ہوگئے تھے۔ یہ تو ایک کھیل تھا لیکن حقیقت میں انسان حواس باختہ اس دن ہوگا جب وہ بھونچال آئے گا کہ جو انسان کی سوچ سمجھ سے بھی بالاتر ہوگا۔

﴿یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا ④﴾ ''اُس دن یہ (زمین) اپنی خبریں کہہ سنائے گی۔''

ایک سے بڑھ کر ایک حیرت انگیز واقعات رونما ہو رہے ہوں گے کہ انسان جن کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ انہیں میں سے ایک حیرت انگیز حقیقت کا سامنا انسان کو یوں بھی ہوگا کہ زمین اس دن اپنا سارا ریکارڈ ظاہر کر دے گی۔ جو کچھ بھی اس کے اوپر ہوتا رہا ہے وہ سب کچھ ظاہر ہو جائے گا۔ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے؟ ہر حقیقت، دغا، جھوٹ، فریب، سب کچھ کھل کر سامنے آ جائے گا۔ یہ سب کیسے ہوگا؟ زمین یہ سارا ریکارڈ کیسے سامنے لائے گی؟ اس کی حقیقت اسی وقت ظاہر ہوگی۔ اس سے قبل انسان کا محدود ذہن اس حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا۔ بس یوں سمجھ لیجیے کہ:

﴿بِاَنَّ رَبَّكَ اَوۡحٰى لَهَا ⑤﴾ ''اس لیے کہ اسے اس کے رب نے حکم دیا ہوگا۔''

انسان نے زمین پر جو بھی اچھے بُرے اعمال کیے ہوں گے زمین ان کو سامنے لے آئے گی اور یہ سب کچھ وہ اللہ کے حکم سے ہی کرے گی۔

﴿یَوۡمَئِذٍ یَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا﴾ ''اُس دن لوگ علیحدہ علیحدہ ہو کر نکل پڑیں گے۔''

اب یہاں پر میدان حشر کا ذکر ہو رہا ہے جب انسان دوبارہ زندہ ہو کر اعمال کے حساب سے الگ الگ گروہوں کی صورت میں میدان حشر میں جمع ہوں گے۔ پہلی مرتبہ جب صور میں پھونکا جائے گا تو زمین پر سب ہلاک ہو جائیں گے اور اس کے بعد جب دوسری مرتبہ صور میں پھونکا جائے گا تو سب اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ سورۃ یٰسٓ میں نفخۂ ثانیہ کے بعد کی صورت حال کا نقشہ یوں کھینچا گیا ہے۔

﴿قَالُوۡا یٰوَیۡلَنَا مَنۡۢ بَعَثَنَا مِنۡ مَّرۡقَدِنَا ٜ﴾ ''وہ کہیں گے: ہائے ہماری شامت! ہمیں کس نے اُٹھا دیا ہماری قبروں سے؟'' ﴿هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ وَصَدَقَ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۵۲﴾ ''(پھر خود ہی کہیں گے:) ارے یہ تو وہی (دن) ہے جس کا رحمن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا۔''

انبیاء جس کی خبر دیتے رہے، آسمانی کتابیں جس کے متعلق علی الاعلان بیان کرتی رہیں کہ اس دن سے ڈرو، اس کی فکر کرو۔ مگر ہم نے غور نہیں کیا اور اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ نیک لوگوں کی مختلف اعمال کے حساب سے الگ الگ گروپ بندی کر دی جائے گی۔ کسی کا ذوق عبادات میں زیادہ تھا، کسی کا ذوق خدمت خلق میں زیادہ تھا، کسی کو اللہ کی راہ میں جہاد کا شوق تھا، اسی طرح مختلف قسم کے مجرموں کی بھی الگ الگ گروپ بندی کر دی جائے گی۔

﴿لِّیُرَوۡا اَعۡمَالَهُمۡ ⑥﴾ ''تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھا دیے جائیں۔''

میدان حشر کا نقشہ سورۃ الکہف کی ان آیات میں بھی کھینچا گیا ہے۔ جس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب لوگوں کو ان کے اعمال نامے دکھائے جائیں گے تو ان کی کیا کیفیت ہوگی۔

﴿وَیَوۡمَ نُسَیِّرُ الۡجِبَالَ وَتَرَى الۡاَرۡضَ بَارِزَةً ۙ﴾ ''اور جس دن ہم چلائیں گے پہاڑوں کو اور تم دیکھو گے

پریس ریلیز 20 جنوری 2017ء

توہین رسالت کے قانون میں کسی قسم کی تبدیلی مسلمانانِ پاکستان کو قبول نہیں ہوگی

حضورﷺ سے سچی محبت اور اُنﷺ کا اتباع ہماری نجات کا اہم ترین ذریعہ ہے

خیبر پختونخوا حکومت کا سکولوں میں ناظرہ قرآن اور قرآن بمع ترجمہ پڑھانے کا فیصلہ قابل تحسین ہے

حافظ عاکف سعید

توہین رسالت کے قانون یا اُس کے حوالہ سے پروسیجر میں کسی قسم کی تبدیلی مسلمانان پاکستان کو قبول نہیں ہو گی۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے اپنے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ اخباری اطلاعات کے مطابق حکومت مختلف فورمز پر یہ ہوم ورک کر رہی ہے کہ 295/C یعنی توہین رسالت کے قانون کو چونکہ مکمل طور پر منسوخ کر دینا تو ممکن نہیں اِس لیے کہ یہ مسلمانانِ پاکستان کے لیے انتہائی جذباتی مسئلہ ہے۔ لہٰذا کوئی جزوی ترمیم کر کے اسے غیر موثر کر دیا جائے حقیقت یہ ہے کہ کوئی غیر عملی مسلمان بھی کسی صورت یہ برداشت نہیں کرے گا کہ اس قانون میں ترمیم کر کے موت کی سزا کو عمر قید میں تبدیل کر دیا جائے یا ابتدائی رپورٹ کا لکھنا یعنی (F.I.R) کا اندراج انتہائی پیچیدہ بنا دیا جائے تاکہ عملی طور پر یہ کام ممکن نہ رہے۔ اس قانون میں اس طرح کی ترامیم سے توہین رسالت کرنے والوں کو سزا کا خوف ختم ہو جائے گا اور اُن کی حوصلہ افزائی ہوگی اور خود حکومت توہین رسالت کرنے والوں کی سہولت کار بن جائے گی۔ اُنہوں نے کہا کہ اسلام دشمن طاغوتی قوتیں ایک مسلمان کا حضورﷺ سے قلبی اور ذہنی تعلق ختم کرنا چاہتی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ حضورﷺ سے سچی محبت اور اُن کا اتباع ہماری انفرادی اور اجتماعی نجات کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ اُنہوں نے حکومت کو متنبہ کیا کہ اگر حکومت نے توہین رسالت کے قانون میں کسی قسم کی تبدیلی کی تو تمام اسلامی جماعتیں مل کر حکومت کے خلاف تحریک چلائیں گی۔

امیر تنظیم اسلامی نے خیبر پختونخوا حکومت کے اس فیصلے کی پرزور تائید اور تحسین کی کہ تمام سکولوں میں لازمی طور پر پانچویں تک بچوں کو ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم دی جائے گی اور چھٹی سے میٹرک تک قرآن پاک بمع ترجمہ پڑھایا جائے گا۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمیں توقع ہے کہ یہ محض اعلان نہیں رہے گا بلکہ حقیقت میں اس پر عملدرآمد ہوگا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

زمین کو صاف چٹیل‘‘

چنانچہ پہلی بار جب صور میں پھونکا جائے گا تو وہ بڑا زلزلہ آئے گا جس کو ہم قیامت سمجھتے ہیں اور قرآن میں اسے السَّاعَة کہا گیا ہے۔ اس زلزلے کی شدت اتنی زیادہ ہوگی کہ پہاڑ اپنی جگہ سے نکل کر بھربھری مٹی کی طرح ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھر جائیں گے۔ ایک جگہ فرمایا کہ پہاڑ رنگی ہوئی اون کی طرح ہوا میں تیر رہے ہوں گے جیسے بادل تیرتے ہیں۔ جب تک یہ زلزلہ تھمے گا تو یہ زمین بالکل ہموار، چٹیل میدان کی طرح ہوگی کیونکہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر زمین کی نشیبی سطحوں پر بیٹھ چکے ہوں گے۔ یعنی پہاڑ اگر اونچے ہیں تو سمندر گہرے ہیں۔ انہی پہاڑوں کو اگر آپ زمین پر پھیلا دیں تو زمین کے نشیب بھر جائیں گے۔ ماؤنٹ ایورسٹ کی جتنی بلندی ہے اتنی ہی گہرائی بحرالکاہل کے اس مقام کی ہے جو سب سے گہرا ہے۔ بہرحال اس زلزلے کی وجہ سے زمین کی سطح برابر ہو جائے گی۔ ﴿وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾﴾ ’’اور ہم سب کو جمع کرلیں گے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔‘‘

علماء میں سے ایک طبقہ کی بڑی مضبوط رائے یہ ہے کہ حشر کا میدان اسی زمین پر ہوگا۔ یہیں سے اُٹھے گا شورِ محشر۔ یہیں پر روزِ حساب ہوگا۔ جب ساری زمین ایک چٹیل میدان بن جائے گی تو پھر پوری نوعِ انسانی بھی اس میں سما سکے گی اور سب کو جمع کیا جائے گا۔ کوئی شخص کہے کہ میں میدانِ حشر میں نہیں آنا چاہتا اور میں حساب کتاب کا سامنا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں تو اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔ کیونکہ مرنے کے بعد انسان کا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ دنیا میں بطورِ آزمائش اس کو اختیار حاصل ہے۔ اللہ نے اسے اچھائی اور برائی کی تمیز دے دی، شعور و عقل دے دیا، پھر مکمل ہدایت کے لیے آسمانی کتابیں اور پیغمبر بھیج دیئے اور اب ﴿اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾﴾ (الدھر) ’’اب چاہے تو وہ شکرگزار بن کر رہے‘ چاہے ناشکرا ہو کر۔‘‘

یہ اختیار دنیا کی آزمائش کے لیے تھا جو کہ آنکھیں بند ہونے کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد اختیار صرف اللہ ہی کا چلے گا۔

﴿وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۡ﴾ (الکھف:48) ’’اور وہ پیش کیے جائیں گے آپ کے رب کے سامنے صفیں باندھے ہوئے۔ (تب انہیں کہا جائے گا) آ گئے ہو نا ہمارے پاس‘ جیسے ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا!‘‘

انسان کے دنیا میں پیدا ہونے سے بھی پہلے اللہ نے تمام انسانوں کی ارواح کو پیدا کیا اور ان سب کو ایک مقام پر جمع کر کے ان سے عہد لیا۔ ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ﴾ ’’اور یاد کرو جب نکالا آپؐ کے رب نے تمام بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی نسل کو اور ان کو گواہ بنایا خود ان کے اوپر‘ (اور سوال کیا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟‘‘ ﴿قَالُوْا بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ۚ﴾ ’’انہوں نے کہا کیوں نہیں! ہم اس پر گواہ ہیں۔‘‘ ﴿اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾﴾ (الاعراف) ’’مبادا تم یہ کہو قیامت کے دن کہ ہم تو اس سے غافل تھے۔‘‘

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہر انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ کی معرفت موجود ہے۔ اس کی روح اپنے رب کو پہچانتی ہے۔ مشرکینِ مکہ نے 360 بت رکھے ہوئے تھے لیکن جب سمندر میں سفر کے دوران طوفانوں میں پھنس جاتے تھے تو ان کو لات، منات، ہبل وغیرہ سارے مصنوعی خدا بھول جاتے تھے اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارتے تھے۔ اس لیے کہ ان کی فطرت اپنے رب کو پہچانتی تھی اور ان کی ارواح اپنے رب کے حضور حاضر ہو چکی تھیں۔ اسی طرح دوبارہ بھی جب تمام انسانوں کو جمع کیا جائے گا تو ان سے فرمایا جائے گا:

﴿بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾﴾ (الکھف:) ’’بلکہ تم نے تو سمجھ رکھا تھا کہ ہم تمہارے لیے وعدے کا کوئی وقت مقرر ہی نہیں کریں گے۔‘‘

آپ نے دیکھا کہ ازل میں تمام انسانوں سے لیے گئے عہد کے ساتھ قیامت کا ذکر بھی موجود ہے۔ لیکن دنیا میں آ کر انسان اس عہد کو اور قیامت کو بھول جاتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ موت کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔ ع

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست۔ یہی زندگی ہے خوب انجوائے کرلو۔ آج بابر بعیش کوش والے فلسفے کی جدید شکل eat, drink and the marry ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں انسان کا فلسفہ حیات یہی رہ گیا ہے کہ ایک ہی مرتبہ کی زندگی ملی ہے اس کو خوب انجوائے فل بناؤ۔ اسی کو جنت بنالو۔ اسی جنت کی تلاش میں امریکہ، کینیڈا اور یورپ میں سب بھاگے جا رہے ہیں۔ جو ’’بھاگ‘‘ نہیں سکتے وہ یہیں مغربی جنت کی نقل میں زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یعنی سب بھولے ہوئے ہیں۔ پھر جب روزِ محشر اعمال نامہ ان کے سامنے آئے گا تو ان کے چہرے لٹک جائیں گے۔ اس وقت کی کیا کیفیت ہوگی؟ سورۃ الکھف میں اس کی منظرکشی یوں کی گئی ہے:

﴿وَوُضِعَ الْكِتٰبُ﴾ ’’اور رکھ دیا جائے گا اعمال نامہ‘‘

سب کے اعمال نامے ان کے سامنے رکھ دیئے جائیں تاکہ وہ خود اپنی کارگزاریوں کو ملاحظہ کرسکیں۔

﴿فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ﴾ ’’چنانچہ تم دیکھو گے مجرموں کو کہ ڈر رہے ہوں گے اس سے جو کچھ اس میں ہوگا‘‘

دنیا میں جنہوں نے جرم کیے ہوں گے وہ یہ منظر دیکھ کر سخت سہمے اور ڈرے ہوئے ہوں گے کیونکہ ان کا سارا کچا چھٹا سامنے آ رہا ہوگا۔

﴿وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا﴾ ’’اور کہیں گے: ہائے ہماری شامت! یہ کیسا اعمال نامہ ہے؟ اس نے تو نہ کسی چھوٹی چیز کو چھوڑا ہے اور نہ کسی بڑی کو مگر اس کو محفوظ کر رکھا ہے۔‘‘

دنیا میں جو کچھ بھی ہم نے کیا تھا، چھوٹی سی چھوٹی بات بھی اس میں محفوظ ہے۔

﴿وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾﴾ (الکھف) ’’اور وہ پائیں گے جو عمل بھی انہوں نے کیا ہوگا اُسے موجود۔ اور آپ کا رب ظلم نہیں کرے گا کسی پر بھی۔‘‘

پھر اسی اعمال نامے کے مطابق حساب کتاب اور جزا و سزا کا معاملہ ہوگا۔ اسی کے لیے یہاں انداز آیا کہ:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾﴾ ’’تو جس کسی نے ذرّہ کے ہم وزن بھی کوئی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا‘‘

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾﴾ ’’اور جس کسی نے ذرّہ کے ہم وزن کوئی بدی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔‘‘

یعنی پورا پورا انصاف ہوگا اور کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہوگی۔ چنانچہ یہ ہے وہ وقت جس سے سورۃ الزلزال میں ڈرایا جا رہا ہے، ابھی سے آنکھیں کھولی جا رہی ہیں کہ یہ وقت آئے گا، اس کی تیاری کرلو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں قیامت کا ایمان اور زیادہ مضبوط کر دے اور دنیا میں رہتے ہوئے ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم ہر لحظہ یاد رکھیں کہ ہماری منزل دنیا نہیں بلکہ آخرت ہے۔ آمین

☆☆☆☆☆

راہبر مل گئے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

عالم کفر کو شدید پریشانی لاحق رہی کہ دنیائے اسلام میں 15 تا 35 سال کی عمر کے نوجوان تعداد میں باقی تمام مذاہب کی مذکورہ آبادی سے بہت زیادہ ہیں۔ اس سے نمٹنے کے ہمہ گیر پروگرام مسلم دنیا میں لاگو کیے گئے جو آج انہیں لاحق خدشات کو رفع کر رہے ہیں۔ اہم ترین تو اسلام اور اسلامی رجحانات کی بیخ کنی کرنا تھی۔ اس کے لیے تعلیمی نصاب کی تبدیلی، آرٹ اور کلچر کی ترویج، اسلامی سیرت و کردار سازی والی طلباء تنظیموں اور لیڈر شپ کو بتدریج غیر مؤثر اور ختم کرنا۔ قرآن و سنت، شریعت والے ٹھیٹھ اسلام کی جگہ ماڈریٹ، رینڈ کارپوریشن اسلام، ڈالر یافتگان کے ذریعے پروان چڑھانا۔

روس کے خلاف جہاد کو امریکہ نے بہت قریب سے دیکھ رکھا تھا۔ قبائلی بندوقوں سے ایک سپر طاقت کو نرغے میں لے کر موت کی طرف جس طرح ہانکا، بعد ازاں طالبان حکومت میں ایک برتر سیاسی کلچر اور برتر ویلفیئر ریاست کا نظام 1996ء میں ابھر کر طاقت پکڑتا دیکھا جس کا راستہ اگر فوری نہ روکا جاتا تو مسلم دنیا میں وائرل ہو جاتا اور مغرب میں بھونچال آ جاتا۔ سو اس کے سدباب کی کہانی ہے جو گزشتہ 16 سالوں میں ہم نے حیرت زدہ ہو کر پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھی۔ نسلوں کی بربادی کا وسیع تجربہ مغرب کے پاس ہے۔ صرف اسے ہمارے ہاں کاشت کرنے کی ضرورت تھی جس کے مواقع پرویز مشرف کے یوٹرن نے وافر فراہم کر دیے۔

1970ء کی دہائی میں مغربی معاشرے میں یہ کہا جا رہا تھا کہ ٹیلی ویژن الیکٹرانک والدین کا کردار ادا کر رہا ہے۔ اب وہ ہمارے ہاں اس انتہا تک ہو چکا کہ برقی مواصلاتی آلات (ٹیلی ویژن، لیپ ٹاپ، موبائل کی اقسام) نے صرف والدین نہیں تمام انسانی رشتوں سے بے نیاز کر دیا۔ یہی سب، استاد، بہن بھائی، بیوی بچوں کی جگہ لے چکے ہیں۔ ماں روتے بچے کے منہ میں جھنجلا کر چوسنی یا دودھ کی بوتل کا تکا دے کر خود واٹس ایپ، فیس بک پر جا بیٹھتی ہے۔ کتابوں میں محنت، طلب، عرق ریزی، سر کھپائی کی جگہ، نیٹ سے کٹ، کاپی، پیسٹ مواد یکجا کر کے طالب علم چیٹ پر جا بیٹھتا ہے۔ بیمار باپ کی تیمارداری پر ملازم کو بٹھا کر نوجوان رات بھر برقی مواصلاتی مشاغل میں کھویا رہتا ہے۔ یہ سب ہم نے ترقی کے جھانسے میں آ کر کیا ہے۔ پیٹ بھر روٹی نہ ملے، پیر میں جوتے بے شک نہ ہوں، پانی آلودہ اور دودھ یوریا، فارملین کا فالودہ بن چکا ہو، صحت مردار یا گدھے کے گوشت، زہریلے پانیوں میں اگی سبزیوں، اینٹوں کا برادہ ملی سرخ مرچوں، جعلی ادویات کی بھینٹ چڑھ چکی ہو۔ ہسپتالوں کے ٹھنڈے فرش پر لٹا کر رگوں میں ٹھنڈی ٹھار ڈرپ لگی مسیحائی سے بہبودِ آبادی کا پروگرام آگے بڑھے...... لیکن مفت لیپ ٹاپ بانٹ کر تعلیم کے نام پر دماغوں میں غلامی کا بھوسہ بھرنے کے نظام کو بڑھاوا دیا جائے گا! امریکہ، یورپ، روس، بشار مع ایران مل کر شام میں سارے جہان کی بدنامی مول لے کر جو قتل عام کر رہے ہیں، وہی ہم بہ انداز دگر اپنے ہی پاؤں پر عالمی ایجنڈوں کی کلہاڑیاں چلا چلا کر، کر رہے ہیں۔ افسوس کہ فرعون کو لیپ ٹاپ رکالج کی نہ سوجھی!

پھر ایک مرثیہ خواں خبر نظام تعلیم کے حوالے سے آئی ہے۔ خیبر پختونخوا میں نظریۂ پاکستان کو نصاب سے خارج کر دیا ہے۔ آزاد کشمیر، گلگت کو مقبوضہ کشمیر میں شامل کر کے اسے متنازع قرار دے دیا ہے۔ (روزنامہ اسلام، 13 جنوری) یہ سب خیبر پختونخوا میں نہ ہوتا تو کہاں ہوتا؟ یہ قصور بھی تو انہی علاقوں کے غیور مسلمانوں کا تھا سارا۔ جو غیرت علامہ اقبال کے زمانے میں تاجِ سرِ دارا پہناتی تھی اب وہی غیرت سر کو دار پر لٹکا کر پھانسی چڑھاتی ہے۔ یہی نظریۂ پاکستان کے مارے ہوئے قبائل...... محسود، مہمند، وزیری ہی تو تھے جنہوں نے مقبوضہ کشمیر کے یہ حصے ڈوگرہ راج کے پنجۂ استبداد سے چھین کر آزاد کروائے تھے۔ یہ قبائل امریکہ...... ہمارے مائی باپ، کی نگاہ میں متنازع ہو گئے تو ان کے کارنامے متنازع کیوں نہ ہوں؟ خبر کی تفصیل میں تھا کہ جماعت چہارم کی اردو سے علامہ اقبال، ٹیپو سلطان اور قائد اعظم کے اسباق ہٹا کر اب ٹوٹ بٹوٹ کے مرغے، کارل مارکس، مارکو پولو، واسکوڈے گاما ڈالے گئے ہیں۔ نیز انگریز کی تعریفیں بھی بھر رکھی ہیں۔

پہلے سمجھ لیجیے کہ یہ سب پڑھانے کی اہمیت کیا ہے؟ ہمیں برصغیر میں جب گورے نے مسلم حکومت چھین کر غلام بنایا تھا تو یہ طے کر دیا تھا کہ ہندوؤں، سکھوں کو قیادتوں، مناصب پر لایا جائے گا اور ہزار سال حکمرانی کرنے والے مسلمان کا سر کچلا جائے گا، پیچھے دھکیلا جائے گا۔ مقصود یہ تھا کہ مسلمانوں کے نہ جھکنے والے دل دماغ کو بزور جھکایا جائے گا۔ سر کچلنے کے لیے لارڈ میکالے کا نظام تعلیم کا کنٹوپ پہنا دیا گیا۔ ہر میدان میں (لوہے کے خود کی طرح) غلامانہ نظام تربیت سے ایک دولے شاہ کے چوہے والی (کچلے سروں والے) اشرافیہ یا بدمعاشیہ کی قیادت اتاری گئی جس نے ہر سطح پر عوام الناس کے ریوڑوں پر حکمرانی کی۔ کیا کیجیے کہ اسلام کی تھوڑی بہت رمق بھی اتنی پُر اثر تھی کہ دلوں سے اسلام کی محبت اور دین کا خمار کما حقہ نکل نہ سکا۔ جہاد افغانستان بمقابلہ روس میں وہ شیر، وہ قدسی نفس پھر انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھا جس نے روم کو الٹ دیا تھا! سو اگلی نسلوں سے ٹوٹ بٹوٹ کے مرغے اٹھانے تو ناگزیر ہو گئے۔ افراتفری میں کارل مارکس ہاتھ لگا وہ نصاب میں ڈال دیا۔ اس کی جو خوبی درکار تھی وہ یہ کہ اس نے روحانیت، مذہب، تصورِ خدا، آخرت، غیب کو موت کے بھینٹ چڑھایا تھا۔ وہ کارل مارکس جس کا الحاد اور کمیونزم خود روس میں آنجہانی ہو گیا اور اب پیوٹن اس سے بغاوت کر کے کٹر عیسائی بنا بیٹھا ہے! ہمارے راسخ العقیدہ پختون بچوں کو مادیت، طبقاتی کشمکش پڑھانے اور دین دشمن بنانے کو کارل مارکس درکار رہے۔

واسکوڈے گاما سے برصغیر کی غلامی کا دور شروع ہوا...... سو انگریز کی تعریفیں (جو بابائے پختونخوا عمران خان کے بچوں کا ددھیال ہے) تو ہوں گی! وہاں سے پڑھ کر آنے والا ہمارا ٹوٹ بٹوٹ (پرشفقت لقب ہے) بلاول میاں تو دیکھیے! زیادہ کیا کہیں...... مندر میں پوجا پاٹ کرنے، گرجے میں کرسمس منانے والا مرنجاں مرنج...... قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا...... کیفیت میں کہہ اٹھا: سلمان تاثیر نے ثابت کیا کہ یہ ملک سب کا ہے۔ وہ مذہب کے متعلق قوانین کے غلط استعمال کے خلاف چٹان کی طرح ڈٹے رہے۔ پیپلز پارٹی میں اس بچے کے اساتذہ نے جہاں انہیں بھی ٹوٹ بٹوٹ کا مرغا والی رومن اردو پڑھائی ہے...... کیا ہی اچھا ہوا اگر دین میں خطرہ 440 وولٹ

والے مقامات کی تعلیم بھی دے دیں تا کہ بچہ یوں ننگی تاریں نہ چھوئے۔ شانِ رسالت ﷺ، ختم نبوت، ہائی ٹینشن برقی تاروں کے مترادف ہیں۔ سلمان تاثیر نے انہی سے کھیلنا چاہا تھا۔ جس طرح برقی خطرے سے بچانے کو اردو، انگریزی میں سرخ الفاظ سے خطرہ لکھ کر روک دیا جاتا ہے۔ ان پڑھ کے لیے کھوپڑی اور ہڈیوں کی علامت ہوتی ہے، تا کہ قریب آنے کی جرأت نہ ہو...... اپنے ہی تحفظ کی خاطر...... تاہم دنیا بھر کے علوم میں تخصص کے شائق اور قائل سیکولر حضرات...... دین میں ان پڑھ رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ من مانے اسلام (جس کا حقیقی اسلام سے اتنا ہی تعلق ہے جتنا ڈارون کے افسانوں کو تخلیقِ آدم کی حقیقت سے!) پر مصر رہ کر یہ چھچھوندر قوم کے حلق سے اتارنے کے درپے رہتے ہیں۔

آپ تو نصابِ تعلیم پر ماتم فرما رہے ہیں یہاں گزشتہ چھ سالوں سے veet (ویٹ) شرمناک اشتہاروں کی دنیا سے نکل کر پاکستانی لڑکیوں کے مقابلہ ہائے حسن کروا رہی ہے۔ ہر سال بقول ان کے لڑکیاں منتخب کر کے انہیں معاشرتی بندھنوں، بندشوں سے آزاد کرنے، اپنی شناخت (گنوانے) میں مدد دی۔ مفت ویٹ اکیڈیمی اب آن لائن بھی (عشوے غمزوں والی) تربیت فراہم کرے گی۔ 10 لاکھ نوخیز لڑکیوں کا ہدف ہے (یعنی 10 لاکھ خاندان اجڑیں گے! خدانخواستہ) تاجپوشی کی منزل طے کرنے والی مس ویٹ 2016ء سکولوں کالجوں میں جا کر جوان لڑکیوں سے بات چیت کرے گی۔ (برہنہ بازو کس ادا سے ویٹ تربیت کے تحت، لہرائے جاتے ہیں؟ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں لباس میں اٹھلانے کے رموز اوقاف کیا ہیں) کنٹوپ زدہ، دولے شاہ کے چوہے تیار کرنے کے اس نظام میں لشکرِ دجال کے سپاہی زیرِ تعمیر ہیں۔ یہ سودے ہم نے 2001ء میں کیے تھے کھلی آنکھوں سے۔ گورے نے کچھ بھی نہ چھپایا تھا۔ رینڈ کارپوریشن کی تیار کردہ پالیسی جو پوری مسلم دنیا پر لاگو یہ فصل تیار کر رہی ہے، سرعام نیٹ پر موجود ہے۔ برصغیر کی تاریخ کے تمام ابواب اور ڈی کلاسیفائی ہوا مواد موجود ہے۔ ہم عین وہ بن چکے ہیں (کہانیوں کے مسلمان) کہ جب ایک تاتاری ایک گروہ کو کھڑا کر کے جاتا ہے بتا کر کہ رکو میں ذرا تمہارے ذبح کرنے کو خنجر گھر سے لے آؤں...... تو حرماں نصیب مسلمان بھیڑ بکری کی مانند چپ چاپ کھڑا خنجر کا انتظار کرتا ہے! پہلے ہمیں ICS کے کنٹوپ کے تسلسل سے اکڑی گردن میں پھنسی ٹائی کوٹ والی بیوروکریسی، سر پر تولیہ پہنی کرسیٔ عدل پر بیٹھی عدلیہ، سر گنجے کر کے یکساں ڈھالے مشینی فوجی تیار کرنے کی فیکٹریاں لگا دی گئیں...... سول حکمرانی، جمہوریت کے چولے میں...... صرف ہر رنگ میں رنگے جانے، ہر رخ پر اڑنے والے تنگے، کاہنوں کی ذومعنی زبان بولنے والے سیاست دان درکار تھے...... سو ڈھیر لگے پڑے ہیں۔ مداری تماشا جاری وساری ہے...... شیخ رشید، عمران خان، شریفین کی درفنطنیوں پر سر دھنیے!

میں تو منزل پہ ہوتا مگر
راہ میں راہبر مل گئے

ماہ و سال

عظمیٰ نورین

ماہ و سال کا تانا بانا
سانسوں کا ہے آنا جانا
یہ نہ دیکھو کتنے گزرے
یہ بھی سوچو کیسے گزرے؟
کیا کچھ کھویا کیا کچھ پایا
لمحوں کا کیا قرض چکایا
عمر کی پونجی کہاں گنوائی
جو کچھ سیکھا ان سالوں میں
علم، عمل میں کتنا آیا
دھن دولت کو کہاں لٹایا
کتنے احکامات کو سن کر
سر کو اپنے نہیں جھکایا؟
رحمت، برکت اور سعادت
پانے کا کچھ ذریعہ پایا؟
ماں کی خدمت فرض تھی جن پر
انہوں نے کتنا اجر کمایا
جنت کا جو رستہ ٹھہرے
کتنوں نے اس سال گنوایا
بچے رخصت کر کے گھر سے
ہم نے اپنا فرض نبھایا
دنیا میں رہ کر، عقبیٰ سنورے
کسی نے یہ بھی ہنر سکھایا؟
کتنا ان کو دیں بتلایا
اللہ کا بھی حکم سنایا
سنت کیا ہے یہ سمجھایا
فرض عبادت کا بتلایا
حج تھا لازم جن کے ذمے
انہوں نے کتنا فرض نبھایا
مال میں جن کا حق ہے شامل
ان تک وہ کتنا پہنچایا
عمر کی پونجی گھٹتے گھٹتے
آخر اس ساعت کو پہنچی
اب جو عمر ہے باقی یا رب
اس میں اپنی رضا و قربت
اس عاصی کے نام یوں لکھ دے
علم عمل میں ڈھلتا جائے
سچا ہو کردار ہمارا
قرآں ہو اخلاق ہمارا
تقویٰ سے آباد ہو یہ دل
ایماں سے سرشار ہوں روحیں
اس دنیا سے رخصت ہوں جب
لب پر ہو مسکان کچھ ایسی
جیسے ہو خوش خبری کوئی!
اصل وہ لمحہ ہے اب آیا
جس کی خاطر جیتے جیتے
تم نے خود کو تھا سلگایا
رب کی خاطر تو نے اب تک
جو کچھ بھی تھا وقت لگایا
اس کا بدلہ دینے کو اب
رب سے ہے سندیسہ آیا
لوٹ چلو اب اُس کی جانب
جس کا وعدہ سچا پایا
لیکن اس ساعت کو پانا
اتنا بھی آسان نہیں
ہر لمحہ میں یہ بھی دیکھو
تم نے کتنا رب کو پایا
تم نے کتنا عہد نبھایا
ماہ وسال کا تانا بانا
سانسوں کا ہے آنا جانا
یہ نہ دیکھو کتنے گزرے
یہ بھی سوچو کیسے گزرے؟

(مرسلہ: ثمیرہ لیاقت، لاہور)

فقر پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق 7

37 وائے ما اے وائے ایں دیرِ کُہن — تیغِ لَا در کف نہ تو داری، نہ من

افسوس ہے ہم پر، افسوس ہے اس پرانے بتکدے پر، 'لَا' کی تلوار نہ تیرے پاس ہے نہ میرے

38 دل ز غیر اللہ بہ پرداز اے جواں — ایں جہانِ کُہنہ درباز اے جواں

اے نوجوان! غیر اللہ سے دل ہٹا لے — اے جوان! اس پرانے جہان سے قطع تعلق کر لے

39 تا کجا بے غیرتِ دیں زیستن — اے مسلماں مُردن است ایں زِیستن

کب تک دینی غیرت کے بغیر زندگی بسر کرے گا؟ — اے مسلمان! ایسی زندگی تو موت ہے

40 مردِ حق باز آفریند خویش را — جُز بہ نورِ حق نہ بِینَد خویش را

مردِ حق خود کو دوبارہ وجود میں لاتا ہے — وہ اپنے آپ کو صرف حق کے نور سے دیکھتا ہے

41 بر عیارِ مصطفیٰ ﷺ خود را زَنَد — تا جہانے دیگرے پیدا کُنَد

پہلے وہ خود کو حضور اکرم ﷺ کے معیار پر پرکھتا ہے — تاکہ ایک نیا جہان وجود میں لے آئے

42 آہ زاں قومے کہ از پا برفتاد — میر و سلطاں زاد و درویشے نزاد

افسوس اس قوم پر جو پستی کا شکار ہوگئی — اس نے امیر اور سلطان تو پیدا کیے، کوئی درویش پیدا نہ کیا

37۔ اس کرۂ ارضی پر کفر اور شرک کے غلبہ کا دور زیادہ ہے پہلے بت پرستی، اصنام پرستی اور خدائی کے دعوے تھے اب نظریات کے بت ہیں وطن پرستی، اباحیت پرستی، نفس پرستی، سرمایہ پرستی وغیرہ اس دور کے لات ومنات ہیں۔ بندۂ مومن کی زبان پر 'لَا' کی صدا اور ہاتھ میں 'لَا' کی تلوار ہونی چاہیے تاکہ زبان سے کلمہ حق کہتا رہے اور عملاً ان باطل، ابلیسی، صیہونی، سیکولر اور حیوانی نظریات کے خلاف جہاد کرتا رہے مگر افسوس صد افسوس کہ یہ 'لا اِلٰہ' کی تلوار نہ مسلمان عوام کے ہاتھ میں ہے اور نہ مسلمان زعماء وامامانِ سیاست کے ہاتھ میں۔

38۔ اے مسلم نوجوان! اُٹھ اور 'ماسوی اللہ' سے اپنا دل لگانا اور محبت کرنا ترک کر دے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جگہ کسی اور کی اطاعت اور اللہ کی محبت کی جگہ غیر اللہ سے محبت ہی تو شرک ہے اور اللہ کی حاکمیت کی جگہ سرداروں یعنی انسانوں کی حاکمیت ہی سب سے بڑا 'منکر' ہے 'فقر' کے راستے پر چلنے والے نوجواں اس جہاں اور اس کی آسائشوں کو خدا نہ بناؤ۔

39۔ آگے بڑھو۔ دین ہمارا اسلام ہے اور ہم اس کے علمبر دار ہیں اس دین کے خلاف کاموں پر مسلمان اور مومن یعنی مردِ فقیر کا خون کیوں نہیں کھولتا۔ اس کی دینی غیرت کیوں سامنے نہیں آتی وہ آمادۂ عمل کیوں نہیں۔ مسلمانو___ بے غیرتی کی ایسی زندگی زندگی نہیں، موت ہے۔

40۔ درویشی اختیار کر کے بندۂ مومن مردِ حق بن جاتا ہے اور اس طرح وہ اسباب کی دنیا سے ماوراء ماحول میں ایک نیا جنم لیتا ہے اس کے اندر کا نورِ ایمان اتنا بڑھتا ہے کہ اس کا پورا وجود 'نورانی' یعنی بقعۂ نور بن جاتا ہے اور یہ مردِ درویش اپنے اندر نورِ حق یعنی نورِ ایمان اور نورِ یقین کے سوا کچھ نہیں دیکھتا اس لیے کہ وہ 'کَوکَب دُرِّیٌ' 1 بن چکا ہوتا ہے۔

41۔ اب مردِ درویش اپنے آپ کو سنت رسول ﷺ یعنی معیارِ مصطفیٰ پر پرکھتا جاتا ہے اور آگے بڑھتا جاتا ہے اس مردِ مومن کا وجود ایک طرف اتباعِ رسول کا نشان بن جاتا ہے تو دوسری طرف 'کَانَ خُلُقُہ القرآن' 2 کے مصداق مجسّم قرآن

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن!

اس طرح اس درویش سے ایک نئی دنیا اور ایک نیا جہاں وجود میں آتا ہے جو عدل وانصاف کا دور ہوتا ہے۔

42۔ آج مسلمانانِ عالم کئی ملکوں اور قومیتوں میں بٹ کر دین سے ہٹ گئے ہیں۔ ان میں سے بعض آسودہ حال ہیں اور اپنی دولت کے شمار میں غیر مسلم اور یہودی سرمایہ داروں سے بھی آگے ہیں مگر افسوس مسلمانوں میں کوئی 'مردِ فقیر' اور مردِ درویش پیدا نہیں ہو رہا جو مسلمان میں جہاد اور اتحاد (خلافت کی بحالی) کی روح پھونک کر دنیا میں فرمانِ مصطفیٰ ﷺ کے مصداق اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی راہ ہموار کر دے۔

1 اس کے باطن میں نورِ ایمان کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے اور چراغ ایک قندیل میں ہے اور قندیل ایسی (صاف شفاف ہے کہ) گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارا ہے۔(سورۃ نور 24 : 35)

2 حضرت سعد بن ہشام کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے عرض کیا کہ اے اُم المومنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتائیں۔ امی عائشہ نے فرمایا: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: بے شک نبی ﷺ کے اخلاق قرآن تھے۔ (رواہ مسلم)

امریکہ و برطانیہ سمیت تمام عیسائی ممالک نے سیکولر ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود چند دنوں میں فیصلہ کر کے مشرقی تیمور علیحدہ کر دیا جبکہ پاکستان میں ہم اسلام کے حوالے سے بہت نعرے بازی کرتے ہیں لیکن عملی طور پر برما اور شام کے مسلمانوں کے لیے کچھ نہیں کرتے: ایوب بیگ مرزا

فوجی عدالتوں کی مدت میں توسیع کے لیے آئینی ترمیم میں ہر طرح کی دہشت گردی کو شامل کیا جائے، کیونکہ دہشت گردی دہشت گردی ہے چاہے، وہ مذہبی ہو، بھتہ خوری کی ہو، اغواء برائے تاوان کی ہو یا ٹارگٹ کلنگ کی ہو: ائیر مارشل (ر) شاہد لطیف

فوجی عدالتوں کا اس پہلو سے جائزہ لینا چاہیے کہ کیا یہ ہمارے آئین سے لگا کھاتی ہیں: رضوان الرحمٰن رضی

برما میں مسلمانوں کی نسل کشی، فوجی عدالتیں اور 39 ممالک کی مشترکہ فوج کی سربراہی کے موضوعات پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: میانمار (برما) میں پچھلے کئی سال سے مسلمانوں کی نسل کشی جاری ہے۔ وہاں پر اس وقت تازہ ترین صورت حال کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اگر میانمار کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو وہاں مسلمانوں پر تشدد کئی سال سے نہیں بلکہ کئی صدیوں سے ہو رہا ہے لیکن 1970ء سے، جب سے وہاں فوجی حکمران آئے ہیں تو تشدد کی ایک نئی لہر اُٹھی ہے۔ چند سال پہلے بھی مسلمانوں پر بہت تشدد ہوا، ان کے گھر جلائے گئے۔ اس وقت بھی وہاں ایک فوجی حکمران تھا اور موجودہ وزیر اعظم آنگ سانگ سوچی جنہوں نے جمہوریت کے لیے بڑی جدوجہد کی اور اس پر انہیں نوبل پرائز بھی ملا اُس وقت اپوزیشن لیڈر کا کردار ادا کر رہی تھیں لیکن بطور اپوزیشن لیڈر انہوں نے مسلمانوں کے حق میں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ آج وہاں پر اصل حکومت فوج کی ہے اور آنگ سانگ سوچی بے اختیار وزیر اعظم ہیں اور وہی کچھ کرتی ہیں جس کا فوج حکم دیتی ہے کیونکہ وہ ایک سمجھوتے کے تحت وزیر اعظم بنی ہیں۔ جب ان سے سوال کیا گیا کہ آپ کے ملک میں اقلیتوں پر اتنا ظلم ہو رہا ہے تو ان کا جواب تھا کہ کس ملک میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہو رہی؟ جو ایک بڑا ہی بھونڈا سا جواب ہے۔ اس وقت وہاں مسلمانوں پر تشدد کی جو تازہ لہر اُٹھی ہے اس کی وجہ یہ بیان کی جا رہی ہے کہ بنگلہ دیش سے ملحقہ سرحد پر برما کے ایک فوجی کیمپ پر نامعلوم افراد نے حملہ کیا، حکومت کے مطابق 9 فوجی مارے گئے اور اسلحہ لوٹ لیا گیا۔ اس پر حکومت نے ردعمل ظاہر کیا اور اس ردعمل میں فوج آگے آگے ہے اور شہریوں پر تشدد کر رہی ہے۔ روہنگیا مسلمانوں کی آبادی میانمار کے صوبہ "رکھینی" میں پچانوے فیصد ہے۔ جبکہ باقی برما میں یہ بہت کم ہیں اور انہیں اس خاص علاقے تک محدود کر دیا گیا ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ برما میں انہیں ایک خاص علاقے میں قید کر دیا گیا ہے۔ جونہی یہ واردات ہوئی جس کے بارے میں یہ قیاس آرائیاں ہیں کہ یہ حکومت نے خود کروائی ہے لیکن حکومت نے اس کی ذمہ داری مسلمانوں پر ڈال کر ان کے خلاف آپریشن شروع کر دیا۔ جس کے نتیجے میں بے شمار ٹارگٹ کلنگز ہوئیں اور صرف چند دنوں کے اندر اندر 1300 گھر جلا دیئے گئے، 5 دیہاتوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا اور کوئی شمار نہیں کہ کتنے مسلمان مارے گئے اور کتنے زخمی ہوئے۔

سوال: برما کے مسلمانوں کی نسل کشی میں انڈیا کا کیا رول ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ہم اس کے بارے میں واضح طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے البتہ جس جگہ یہ واقعہ ہوا ہے وہاں انڈیا کا اثر رسوخ بہت زیادہ ہے اور کافی حد تک امکان ہے کہ یہ حملہ انڈیا نے ہی کروایا ہو کیونکہ انڈین گورنمنٹ مختلف علاقوں (نیپال، سری لنکا وغیرہ) میں ایسے کام پہلے بھی کرواتی رہی ہے۔ تو لگتا یہی ہے کہ انڈیا کے تعاون سے یہ سب کیا گیا ہے اور اس معاملے کو بڑھا کر مسلم دشمنی کا جواز پیدا کیا گیا ہے۔ اس سے قبل جو تشدد کے واقعات ہو رہے تھے ان میں بھی اتنی شدت نہیں تھی جتنی حالیہ واقعات میں ہے۔ بڑے پیمانے پر ٹارگٹ کلنگز ہوئی ہیں اور عورتوں کا ریپ ہوا ہے۔ ایک دن میں 86 آدمیوں کی ٹارگٹ کلنگ ہوئی۔ جن کشتیوں میں روہنگیا مسلمان بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں ان کشتیوں کو بھی ٹارگٹ کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام فوج کے سوا کون کر سکتا ہے۔

سوال: ہمارے مسلم ممالک کیا کر رہے ہیں اور ہماری 39 ملکوں کی جو فوج بننے جا رہی ہے کیا اس کی یہ ذمہ داری ہے کہ جہاں جہاں مسلمانوں کی نسل کشی ہو رہی ہے اور ان پر مظالم ہو رہے ہیں وہاں کوئی روک تھام کرے؟

ایوب بیگ مرزا: برما کے اس مسئلے پر OIC کا سربراہی اجلاس بلا لیا گیا ہے جو اسی ماہ منعقد ہوگا۔ لیکن ظاہر ہے کہ OIC کی اپنی جو حالت ہے اسی کی عکاسی اجلاس میں بھی ہوگی۔ کیونکہ مسلمانوں کی اپنی کوئی طاقت ہے اور نہ ہی دنیا میں ان کی کوئی پوزیشن ہے۔ ایک مسلمان ملک بھی ایسا نہیں ہے جو ہر لحاظ سے خود کفیل ہو۔ کوئی غلے کے معاملے میں دوسروں کا محتاج ہے، کوئی اسلحے کے معاملے میں دوسروں کا محتاج ہے۔ اس وقت دنیا میں امریکہ، چائنہ اور روس عالمی قوتیں ہیں اور انہیں مسلمانوں کے مرنے سے کوئی غرض نہیں ہے۔ امریکہ نے صاف کہہ دیا ہے کہ چونکہ معاملہ بڑا "حساس" ہے اس لیے امریکہ اس میں دخل نہیں دے گا۔ جبکہ مسلمانوں میں جان نہیں ہے۔ البتہ اب ہیومن رائٹس واچ کے لوگوں نے شور مچایا ہے لیکن یہ بعد از مرگ واویلا ہے۔ جو ظلم و تشدد وہاں ہوا ہے جدید تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ جہاں تک 39 ملکوں کی فوج کا تعلق ہے وہ تو ابھی بالکل پرائمری سٹیج میں ہے۔ ابھی اس کا باقاعدہ آغاز ہی نہیں ہوا۔ ابھی تو اس کے اغراض و مقاصد بھی سامنے نہیں آئے اور نہ ہی اس کا کوئی ہدف سامنے آیا ہے۔ وہ تو ابھی دور کی بات ہے۔ دشمنوں نے جو ظلم کرنا تھا وہ کر چکے۔

سوال: کیا مسلم ممالک کے فوجی اتحاد کا اولین مقصد یہ نہیں ہونا چاہیے کہ جہاں جہاں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے اس کو کاؤنٹر کرنے کی کوشش کرے؟

ایوب بیگ مرزا: آپ کی بات درست ہے۔ امریکہ، برطانیہ وغیرہ جتنی عیسائی حکومتیں ہیں وہ اپنے آپ کو سیکولر کہتی ہیں یعنی یہ ظاہر کرتی ہیں کہ مذہب کا ان کے حکومتی معاملات میں کوئی دخل نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے فیصلہ کر کے چند دنوں میں مشرقی تیمور کو الگ کر دیا۔ جبکہ مسلم ممالک خصوصاً پاکستان میں ہم اسلام کے حوالے سے بہت زیادہ نعرہ بازی کرتے ہیں لیکن عملی طور پر اس سمت میں کوئی کام نہیں کرتے۔ ہمیں بھی اصل میں عمل کی ضرورت ہے۔

سوال: اسلامی ممالک کے فوجی اتحاد کی سربراہی کے لیے جنرل راحیل شریف کا نام لیا جا رہا ہے۔ آپ کے خیال میں یہ پاکستان کے لیے اعزاز ہے یا آپ کو اس پر کوئی اعتراض ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ اس حوالے سے ابھی کوئی مصدقہ بات سامنے نہیں آئی۔ ہمارے وزیر دفاع خواجہ آصف نے اس کی تصدیق کی تھی لیکن پھر انہوں نے اپنی تصدیق باقاعدہ سینٹ میں واپس لے لی اور کہا کہ مجھ تک جو اطلاعات آئی تھیں وہ غلط تھیں۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہماری حکومت کو فوج سے کوئی نہ کوئی معاملہ رہتا ہے۔ ہمارے ملک میں ایک جرنیل بہت زیادہ پاپولر ہو گیا تو اسے باقاعدہ طور پر بدنام کرنے کی کوشش کی گئی۔ پہلے ایک بیان دیا گیا کہ راحیل شریف نے یہ عہدہ قبول کر لیا ہے۔ بعد میں اسی وزیر نے یہ کہا کہ میری اطلاع غلط تھی۔ ابھی وہ معاملہ طے شدہ نہیں ہے۔ حکومت کی طرف سے بھی ابھی تک اس کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ ابھی تک سب افواہیں ہی چل رہی ہیں۔ یعنی کوئی بات ضرور ہے لیکن ابھی اس اتحاد کے اغراض و مقاصد طے کیے جا رہے ہیں اور راحیل شریف کی تعیناتی کے لیے شرائط کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ ابھی سعودی حکومت نے ہمارے وزیر اعظم سے بات کی ہے اور وزیر اعظم نے اس کی پُرزور حمایت کی ہے اور کہا ہے کہ اگر وہ یہ عہدہ لے لیں تو حکومت کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

شاہد لطیف: پاکستان میں ایسی روایات نہیں ہیں کہ آرمی چیف ریٹائر ہونے کے بعد کوئی اور جاب کریں اور دوسری بات یہ ہے کہ جو اتحاد بننے جا رہا ہے اس کے خدوخال ابھی تک پوری طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ اگر تو یہ اتحاد مسلم اُمہ کے لیے بن رہا ہے تو یہ بالکل اعزاز کی بات ہے کہ ہم مل کر ایک فورس تیار کریں جو ہمارے اجتماعی مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرے۔ مسلمان ممالک کے خلاف جو سازشیں ہو رہی ہیں اور اسرائیل اور دوسری طاقتیں جو کر رہی ہیں، شام، برما اور فلسطین میں جو ہو رہا ہے اس کو روکنے کی کوشش کی جائے تو یہ ایک اچھی بات ہے۔ لیکن ہمیں لگ رہا ہے کہ اس اتحاد میں کچھ مسلم ممالک ایک فریق بن رہے ہیں اور دوسرا فریق ایران اور اس کے حمایتی چند ممالک ہوں گے۔ اس طرح اگر ہم آپس میں تقسیم کے تحت اپنے اپنے اتحاد بنالیں گے اور خاص کر پاکستان ایسے کسی اتحاد کا حصہ بنتا ہے تو پھر یہ پاکستان کے لیے خطرات کا باعث ہوگا۔

سوال: مخالفین تو یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ایک جرنیل نے نواز شریف کو سعودیہ بھجوا دیا تھا اور اب نواز شریف ایک جنرل کو سعودیہ بھجوا رہے ہیں، دونوں میں کیا فرق ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یہ تو زمین و آسمان کا فرق ہے۔ راحیل شریف تو بڑے باعزت طریقے سے جا رہے ہیں۔

> فوجی عدالتوں نے جتنے فیصلے کیے ان میں سے بیشتر اعلیٰ عدلیہ میں آ کر چیلنج ہو گئے، ان پر عمل درآمد اس لیے نہیں ہو سکتا کیونکہ ان میں ملزم کی گواہوں اور وکیل تک رسائی کے بنیادی حقوق پورے نہیں کیے گئے تھے۔

انہیں پاکستان میں اپنی تین سالہ کارکردگی کی وجہ سے ساری دنیا نے تسلیم کیا۔ ساری دنیا جب دہشت گردی پر قابو پانے میں ناکام ہوئی لیکن پاکستانی فوج نے راحیل شریف کی قیادت میں صرف تین سالوں میں دہشت گردوں کی کمر توڑ دی اور پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات میں تقریباً 80 فیصد کمی آ چکی ہے۔ اس وجہ سے سعودی عرب نے ایک بہت بڑا اعزاز انہیں پیش کیا۔ البتہ اس کے بدلے میں جنرل راحیل شریف نے تین شرائط رکھی ہیں۔

سوال: اگر سابق آرمی چیف کی وہاں پر تقرری نہیں ہوئی تو دوٹوک جواب کیوں نہیں آیا کہ ایسی خبروں میں کوئی صداقت نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ابھی کوئی تصدیق یا تردید نہیں کی جا سکتی کیونکہ ہو سکتا ہے معاملات طے پائیں اور وہ اس اتحاد کے چیف بن جائیں۔

سوال: پاکستان کا کردار تو بڑا غیر جانبدارانہ رہا ہے۔ نواز شریف اور جنرل راحیل شریف نے سعودی عرب اور ایران دونوں کا دورہ کیا تھا۔ ان حالات میں اگر یہ سربراہی مل رہی ہے اور کچھ شرائط کے ساتھ مل رہی ہے تو اس میں برا کیا ہے؟

شاہد لطیف: ہم کیسے اس کے متحمل ہو سکتے ہیں کہ ایران اس اتحاد کا حصہ نہ ہو۔ اسی طرح شام، عراق، انڈونیشیا اور ملائیشیا اس کا حصہ نہ ہوں۔ اگر وہ بھی اپنا اتحاد بنا لیتے ہیں تو کیا ہم آپس میں تصادم کی صورت اختیار کریں گے؟ اگر تو سارے مسلمان ممالک اس کا حصہ بنتے ہیں تو یہ باعث فخر اور باعث اعزاز ہے۔ ہمارے وزیر اعظم اور آرمی چیف نے جب ایران اور سعودی عرب کا دورہ کیا تھا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ ان دونوں کو قریب لایا جائے۔ لیکن چونکہ ان کے مقاصد ایک دوسرے سے متصادم ہیں تو اس صورت میں پاکستان کے لیے ایسے اتحاد کو لیڈ کرنا مناسب نہیں ہے۔ ایران ہمارا ہمسایہ ملک ہے، اس کے ساتھ ہمارا گیس پائپ لائن کا منصوبہ ہے اور وہ سی پیک منصوبہ میں بھی شامل ہونا چاہ رہا ہے۔ دوسری طرف افغانستان بھی ہمارا ہمسایہ ملک ہے۔

سوال: ناقدین پہلے کہہ رہے تھے کہ پاکستان سفارتی تنہائی کا شکار ہو چکا ہے۔ ان حالات میں اگر پاکستان کو یہ اعزاز مل رہا ہے تو پاکستان یہ تو کہہ سکتا ہے کہ ہم یہ 39 ممالک کی اسلامی فوج نہیں بنائیں گے بلکہ ہم 58 اسلامی ممالک کی فوج بنائیں گے تو یہ تو ایک مثبت رول ادا کرنے کا ایک موقع ہے۔ چہ جائیکہ ہم withdraw کر لیں؟

شاہد لطیف: جب تک کسی اتحاد کے اغراض و مقاصد واضح نہ کیے جائیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ اس اتحاد کا حصہ بن جائیں؟

سوال: ابھی تو یہی کہا جا رہا ہے کہ سب سے مین ٹارگٹ دہشت گردی کا خاتمہ ہے، یہ تو کوئی بری بات نہیں ہے؟

شاہد لطیف: شام اور عراق جو دہشت گردی کا شکار ہیں وہ تو اس اتحاد میں شامل ہی نہیں تو ہم وہاں کی دہشت گردی کو کیسے ختم کریں گے؟ دوسرا سوال یہ بھی ہے کہ سعودی عرب کے لیے جو دہشت گرد ہیں کیا وہ ایران اور شام کے لیے بھی دہشت گرد ہیں؟ اگر ہر ملک اپنے انداز سے دہشت گردی کی تعریف کر رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم مشترکہ پلیٹ فارم پر ہی نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ اتحاد ایسے کام نہیں کر سکتا اور پہلے ہی او آئی سی کا دنیا میں ایک مذاق بنا ہوا ہے کہ ہم پونے دو ارب مسلمان ہیں اور ہماری کوئی آواز نہیں اور صرف 8 ملین یہودیوں نے عرب ممالک کو آگے لگایا ہوا ہے۔ تو اس معاملے میں ہمیں سوچ بچار کی ضرورت ہے۔ ہمیں پہلے ان ساری چیزوں کو طے کرنا ہے اس کے بعد اگر کوئی اجتماعی اتحاد بنتا ہے تو ہمیں بالکل اس میں شامل ہونا چاہیے اور اس کو لیڈ کرنا پاکستان کے لیے باعثِ فخر بھی ہوگا اور اس کا لیڈر بھی پاکستان ہی کو ہونا چاہیے کیونکہ مسلم ممالک میں واحد ایٹمی قوت ہے۔

سوال: آپ نے کہا کہ ہمارے کسی سابق آرمی چیف کو

باہر کا عہدہ نہیں لینا چاہیے لیکن ماضی کے جنرلوں کی مثالیں موجود ہیں کہ انہوں نے باہر کے عہدے لیے۔ تو صرف راحیل شریف کے لیے یہ اعتراض کیوں ہے؟

شاہد لطیف: اول تو ہمیں جنرل پاشا کی تعیناتی پر بھی اعتراض ہے کیونکہ ریٹائرمنٹ کے بعد کچھ بندشوں کا لحاظ رکھنا ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ جنرل پاشا کا عہدہ آرمی چیف کا نہیں تھا۔ آرمی چیف کا منصب بہت اونچا ہوتا ہے اور اس عہدے کی وجہ سے ان کے پاس بہت ساری معلومات ہوتی ہیں جس کی وجہ سے ریٹائرمنٹ کے بعد کسی بھی جاب کے لیے دو سال کی بندش ہوتی ہے۔ پھر آرمی چیف کا ذاتی طور پر جا کر عہدہ قبول کرنا بھی ایک نکتہ ہے اور دوسرا نکتہ جو اس سے بھی بڑا ہے وہ ہے پاکستان کی بساط پر ایسا کام کرنا جس سے کچھ ممالک میں تلخیاں پیدا ہو جائیں اس کے ہم متحمل نہیں ہو سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایران اور سعودی عرب کو آپس میں مل بیٹھ کر فیصلہ کرنا ہوگا تب یہ اتحاد کامیاب ہوگا ورنہ یہ مسلم ممالک میں مزید توڑ پھوڑ کا باعث بنے گا۔

سوال: کیا آپ فوجی عدالتوں کی دو سالہ کارکردگی سے مطمئن ہیں اور ان کو جو 274 کیسز ریفر کیے گئے، کیا ان کیسز میں عدل وانصاف کے تقاضے پورے ہوئے؟

شاہد لطیف: کہا جا رہا ہے کہ فوجی عدالتوں نے اپنا کام بڑی مستعدی سے کیا ہے۔ جو 274 کیسز ان کے پاس بھیجے گئے تھے ان میں سے 150 کے فیصلے انہوں نے کیے مگر یہ علیحدہ بات ہے کہ سزا صرف 12 لوگوں کو دی گئی اور باقی کیسز وزارت داخلہ کے پاس ابھی بھی زیر التواء پڑے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ فوجی عدالتوں نے اپنا کام احسن طریقے سے کیا ہے تو اب وزارت داخلہ کو بھی اپنا کام کرنا چاہیے۔

سوال: پاک فوج کے ترجمان نے کہا ہے کہ فوجی عدالتوں کی بدولت دہشت گردی کم ہوئی جبکہ صوبائی وزیر رانا ثناءاللہ کہتے ہیں کہ فوجی عدالتیں ٹھیک نہیں تھیں، میں پہلے دن سے ان کے حق میں نہیں تھا۔ سول اور ملٹری قیادت کے درمیان اتنے زیادہ تضاد کے ہوتے ہوئے ان عدالتوں کی توسیع پاکستان کے لیے موزوں رہے گی؟

شاہد لطیف: رانا صاحب بتا دیں کہ ان کا حق چلے گا یا پوری پارلیمنٹ کا حق چلے گا۔ فوجی عدالتیں باقاعدہ آئین میں ترمیم کر کے بنائی گئی تھیں اور لوگوں نے اس چیز کو تسلیم کیا تھا کہ چونکہ ہمارا پراسیکیوشن سسٹم اس حد تک خراب ہو چکا ہے کہ ہم دہشت گردوں کو سزائیں نہیں دے پا رہے تھے لہٰذا فوجی عدالتیں آپ کی ضرورت تھیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم نے ان دو سالوں میں اپنے عدالتی سسٹم کو ٹھیک کرنا تھا لیکن ہم نے نہیں کیا۔ لہٰذا پھر آپ کو ضرورت پڑ گئی کہ فوجی عدالتوں کی مدت میں توسیع کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ فوجی عدالتوں کی توسیع ہر صورت ہونی چاہیے تاکہ انصاف ہو۔ لیکن اس دوران ہمیں اپنے عدالتی نظام کو بھی ٹھیک کرنا چاہیے اور پارلیمنٹ میں اپوزیشن پارٹیز اس حوالے سے باقاعدہ جواب طلب کریں تاکہ ہماری عدالتیں دہشت گردوں کو سزائیں دینے کے قابل بن سکیں۔

سوال: اگر فوجی عدالتوں کی کارکردگی اتنی اچھی ہے تو پھر سانحہ ماڈل ٹاؤن اور سانحہ بلدیہ ٹاؤن کا کیس انہیں کیوں نہیں ملنا چاہیے؟

شاہد لطیف: نیشنل ایکشن پلان جب بنایا گیا تھا تو اس میں لکھا گیا تھا کہ فوجی عدالتوں کو صرف مذہبی دہشت گردی کے کیسز بھیجے جائیں گے اور یہ اس لیے لکھوایا گیا تھا کیونکہ ہماری سیاسی جماعتوں پی پی پی اور ایم کیو ایم کو معلوم تھا کہ کراچی کی دہشت گردی مذہبی دہشت گردی سے علیحدہ ہے اور اس میں یہ خود ملوث ہیں۔ انہیں خود خطرہ تھا اس لیے انہوں نے دھمکی دی تھی کہ اگر ساری دہشت گردی کا نام لکھا جائے گا تو ہم یہ قرارداد منظور نہیں ہونے دیں گے۔ اس وجہ سے سانحہ ماڈل ٹاؤن اور سانحہ بلدیہ ٹاؤن کے کیسز فوجی عدالتوں میں نہیں گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ جو ترمیم ہو رہی ہے اس میں پوری دہشت گردی کو شامل کرنا چاہیے کیونکہ دہشت گردی تو دہشت گردی ہے چاہے وہ مذہبی ہو یا بھتہ خوری کی ہو یا اغوا برائے تاوان کی ہو یا ٹارگٹ کلنگ کی ہو۔

> **جب تک یہاں اسلام کا نظام عدل اجتماعی قائم نہیں ہوتا تب تک ہمارے ہر ادارے میں خامیاں، کوتاہیاں اور کمیاں ہی نظر آئیں گی**

سوال: شاہد لطیف صاحب کی گفتگو دونوں موضوعات پر آپ نے سنی۔ اس پر آپ کیا تبصرہ کریں گے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بہت ہی اچھی گفتگو کی ہے۔ البتہ چند باتوں کے حوالے سے میں کہنا چاہوں گا۔ ایک جو انہوں نے ایران کے حوالے سے تحفظات کا اظہار کیا تو اصل میں ایران ہی کی وجہ سے راحیل شریف کی تقرری کا معاملہ رکا ہوا ہے۔ کیونکہ راحیل شریف نے تین شرائط رکھی ہیں اور ان میں سے پہلی شرط ہی یہ ہے کہ مشترکہ فوجی اتحاد میں ایران کو بھی شامل کیا جائے۔ اگر ایران اس اتحاد میں شامل ہو جاتا ہے تو سارا اعتراض ہی ختم ہو جانا چاہیے۔ دوسری بات انہوں نے کی کہ انڈونیشیا اور ملائیشیا اتحاد میں شامل نہیں ہیں جبکہ میرے خیال میں ملائیشیا تو شامل ہے لیکن انڈونیشیا شامل نہیں ہے۔

سوال: اس لحاظ سے تو ترکی بھی شامل ہے جو نیٹو کا بھی رکن ہے تو ان حالات میں ترکی کیا رول ادا کرے گا؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھی بات ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ترکی روز بروز امریکہ سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ اب جب اسے نیا اتحاد مل جائے گا تو اس کے لیے آسان ہو جائے گا کہ وہ نیٹو کو خیر آباد کہہ دے اور مجھے ترکی کی حکومت اس موڈ میں نظر آ رہی ہے کیونکہ یورپی یونین سے بھی ترکی کو جواب مل گیا ہے اور ترکی روس کے قریب ہوتا جا رہا ہے اور شام کے معاملے میں بھی اس نے اپنے موقف میں تبدیلی کی ہے۔ لہٰذا اس معاملے میں بھی اپنی پوزیشن بدلے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایران کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ اگر ایران شامل نہیں ہوتا تو آرمی چیف کو کسی صورت میں اس عہدے کو قبول نہیں کرنا چاہیے۔ ان کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ کسی کے انڈر کام نہیں کریں گے۔ یعنی کوئی حاکم وقت مجھے حکم نہیں دے سکتا اور تیسری شرط یہ ہے کہ انہیں ثالثی کا بھی اختیار دیا جائے۔ اگر یہ تین شرائط تسلیم کر لی جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کرنے کا کام ہے۔

سوال: فوجی عدالتوں کی توسیع کا معاملہ چل رہا ہے۔ آپ ان عدالتوں کی کارکردگی سے مطمئن ہیں؟

رضوان رضی: فوجی عدالتوں کا دو پہلوؤں سے جائزہ لیا جانا چاہیے۔ پہلا یہ کہ کیا یہ آئین کے بنیادی ڈھانچہ سے لگا کھاتی ہیں۔ جب فوجی عدالتیں قائم ہوئی تھیں تو اسی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے 15 رکنی جوڈیشل بنچ بٹھایا گیا تھا۔ جن میں سے 6 ججوں نے لکھا تھا کہ یہ آئین کے بنیادی ڈھانچے سے متصادم ہیں۔ 7 ججوں نے لکھا کہ اگرچہ یہ آئین کے بنیادی ڈھانچے سے متصادم ہیں لیکن چونکہ ان کی مدت دو سال ہے تو انہیں ایک ناگزیر ضرورت کے تحت قبول کیا جا سکتا ہے اور صرف 2 ججز نے ان کے قائم کرنے کی حمایت کی تھی۔ لہٰذا اب بھی فوجی عدالتوں کا معاملہ ہماری اعلیٰ عدلیہ کے مائنڈ سیٹ پر منحصر ہے جس نے اس کے اوپر مہر لگائی ہے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ جتنے فیصلے ان عدالتوں نے کیے ان میں سے بیشتر اعلیٰ عدلیہ میں آ کر چیلنج ہو گئے، ان پر عمل درآمد اس لیے نہیں ہو سکتا کیونکہ ان میں ملزم کو گواہوں اور وکیل تک رسائی کے بنیادی حقوق پورے نہیں کیے گئے تھے۔

سوال: انہوں نے تو یہ کہا ہے کہ دہشت گردی میں کمی

آئی ہے ختم نہیں ہوئی۔ اگر بہتری کا ٹرینڈ ہے تو اسے جاری رکھنا چاہیے۔ اس میں کیا حرج ہے؟

رضوان رضی: اگر 75 فیصد کمی آگئی ہے تو پھر روٹین کا جو سول سٹرکچر ہے اسے کام کرنے کی اجازت دیجیے کیونکہ یہ تو ایک وقتی انتظام تھا۔ ایک اور بات کہ فوجی عدالتوں میں سانحہ بلدیہ ٹاؤن کا کیس نہیں آیا، 11 مئی کو کراچی میں جو قتل عام کیا گیا، جس کی فوٹیج موجود ہیں وہ نہیں آیا۔ اس کی بجائے فوجی عدالتوں میں ان کا کیس آیا جن کو صرف شک کی بنیاد پر پکڑ کر غائب کر دیا گیا تھا اور جن کے ورثاء آج تک یہی کہتے ہیں کہ جناب ہمیں بتا دیجیے کہ ان کا جرم کیا ہے؟ اور آپ کے پاس اتنا حوصلہ اور ظرف نہیں ہے کہ آپ یہی بتا سکیں کہ بندہ ہمارے پاس ہے اور اس کا جرم یہ ہے۔ جناب آپ ایک مخصوص سکول آف تھاٹ کو نشانہ نہ بنایئے۔ ہمارے اس معاشرے کو مختلف بنیادوں پر تقسیم نہ کیجیے۔

سوال: کچھ اسلامی نقطۂ نظر رکھنے والے لوگ بھی غائب ہیں اور ان کے حوالے سے کوئی آواز نہیں اُٹھا رہا۔ جبکہ لبرل قسم کے لوگوں کے غائب ہونے پر ہمارا سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا بڑی آواز اٹھا رہا ہے۔ یہ تضاد آپ کو کیسا لگتا ہے؟

رضوان رضی: یہ تو اسلامی ذہن رکھنے والوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ کتنے منظم ہیں۔ ابھی جو لوگ غائب ہوئے ہیں میں انہیں لبرل نہیں بلکہ مذہب بے زار لوگ کہتا ہوں۔ یہ بھی اس مخصوص طبقہ فکر کے اندر فیشن بن گیا ہے کہ پاکستان میں اسلام کو گالی دی جائے تو ہالینڈ میں بڑی آسانی سے آپ کو رہائش اور سیاسی پناہ مل جاتی ہے۔ اس پس منظر میں اگر سوشل میڈیا کے ان pages کا جائزہ لیا جائے جو غائب ہوئے ہیں تو وہاں مذہب، صحابہ کرام، نبی اکرم ﷺ کی ذات، امہات المومنینؓ اور تمام انبیاءؑ کے بارے میں جو بے ہودہ باتیں لکھی جاتی تھیں ان کو برداشت کرنا کسی بھی انسان کے لیے مشکل ہے کجا یہ کہ ایک مسلمان برداشت کرے۔ میں نے جب ان کے contents کا جائزہ لیا تو مجھ سے دو چار پوسٹوں سے زیادہ نہیں پڑھا گیا۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ pages پچھلے کئی سالوں سے اسی ملک میں operative تھے۔ کیا اس وقت ہمارے ادارے سوئے ہوئے تھے؟ خاص طور پر مشرف کے خلاف عدلیہ کی تحریک کے دوران انہیں کھلی چھوٹ دی گئی کیونکہ اس وقت وہ مشرف کے دفاع میں روبعمل تھے۔ لیکن اب جب وہ سارے کام نبٹ گئے ہیں تو ان لوگوں کو منظر عام سے ہٹایا گیا ہے۔ لیکن میں اس کی قطعاً سپورٹ نہیں کرتا کہ ان کو اٹھایا جائے بلکہ ان کو قانون کے کٹہرے میں لایا جائے۔ پاکستان میں سائبر کرائم کورٹ قائم ہو چکی ہیں اور وہ سزائیں بھی دے چکی ہیں۔ ان کا پروسیجر بھی بہت ہی مختصر ہے۔ اس میں کسی گواہ کی بھی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ وہ آن لائن پڑے ہوتے ہیں۔ آپ ان کو save کر لیتے ہیں اور جج ان کا جائزہ لے کر سزا سنا دیتا ہے۔ لہٰذا اب یہ بہانہ بھی نہیں بن سکتا کہ گواہ نہیں ملتے اور عدالتیں فیصلہ نہیں دیتیں وغیرہ۔ انہیں عدالت میں پیش کرنا چاہیے۔

سوال: فوجی عدالتوں کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: درحقیقت باطل نظام کے مسلط ہونے کی وجہ سے ہمارے مسائل بڑھ رہے ہیں۔ اگر پاکستان میں واقعتاً اسلامی نظام قائم ہوتا جس کے تحت حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا تھا کہ اگر فرات کے کنارے کتا بھی بھوکا مر جائے گا تو عمر کو اس کا بھی جواب دینا پڑے گا۔ تو وہ نظام جب تک نہیں آتا تب تک یہی ہوتا رہے گا۔ وہ نظام جس میں خلیفۂ وقت بھی عدالت میں حاضر ہوا اور اگر عدالت نے خلیفہ وقت کے خلاف فیصلہ دے دیا تو وہ اس کو خوش دلی سے قبول کرے۔ دنیا جانتی ہے کہ حضرت علیؓ حق پر تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے قاضی کا فیصلہ قبول کیا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ ایک دفعہ عدالت میں حاضر ہوئے اور قاضی نے انہیں بیٹھنے کے لیے جگہ دے دی تو آپؓ نے قاضی سے کہا کہ تم نے پہلی ناانصافی یہ کی ہے کہ ملزم کو بیٹھنے کی جگہ دے دی ہے۔ یہ ہے اصل مساوات کا معاملہ۔ جب تک آپ وہ نظام نہیں لائیں گے انصاف ممکن ہو ہی نہیں سکتا۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ پرانی قومیں اس لیے تباہ و برباد ہوگئیں کہ ان میں طاقتور کے لیے قانون اور ہوتا تھا اور کمزور کے لیے قانون اور ہوتا تھا۔ تو حقیقت میں یہاں اسلام کا نظام عدل اجتماعی آئے تو تب یہ تمام معاملات درست ہوں گے وگرنہ ہمیں اپنے اداروں میں کمیاں ہی نظر آئیں گی۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور اور تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام

''عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور اس کے علمی گوشوں کی وضاحت پر مشتمل''

ایک روزہ

فہم ختم نبوّت تربیتی کورس

کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ ان شاء اللہ!

5 فروری، بروز اتوار صبح 9:30 تا نماز مغرب

بمقام ''قرآن آڈیٹوریم 191، اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور''

رفقاء سے اس اہم تربیتی کورس میں شرکت کی دعوت ہے۔

نوٹ

(i) بیرون لاہور رفقاء رات گزارنے کی صورت میں بستر ساتھ لائیں۔

(ii) شرکت کرنے والے رفقاء اپنے نظم کے ذریعہ مرکز کو یکم فروری تک مطلع فرمائیں

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)36316638-36366638

مقصد حقیقی کی طلب میں مستقل مزاجی

مولانا عبدالستار حفظہ اللہ

دین داری کیا ہے؟

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں جن کاموں کا وقت آ گیا ہو، ان کو استقلال اور پابندی سے کیا جائے اور جن کا وقت نہیں آیا، ان کے لیے تیار اور مستعد رہے۔ کسی وقت بے فکر ہو کر نہ بیٹھے۔ اللہ کا جو حکم اس وقت متوجہ ہے، اسے اہتمام اور مستقل مزاجی سے کرے اور جو حکم ابھی تک نہیں آیا اس کی تیاری میں رہے، یہ دین داری ہے۔ جیسے ہمارے ہاں جب کمانے کا وقت ہوتا ہے تو کماتے ہیں اور اگر وقت کمانے کا ابھی نہیں آیا تو اس کی منصوبہ بندی میں لگے ہوتے ہیں، یہ دنیاداری ہے۔

دین داری یہ ہے کہ یہ بات دیکھی جائے کہ اس وقت اللہ کا حکم کیا ہے؟ اسے اہتمام اور مستقل مزاجی سے کرے اور آگے اللہ کے حکم کو پورا کرنے کی تیاری میں لگا رہے۔ یہ اس کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا ہو۔ اس کی سوچ اور فکر اس چیز کے گرد گھومے کہ اللہ کے حکم کو پورا کرنا ہے اور اللہ کے حکم کو پورا کرنے کی تیاری کرنی ہے، چاہے وہ حکم معاملات کا ہو، عبادات کا ہو یا معاشرت سے تعلق رکھتا ہو۔ بسا اوقات نبی کا وہ طریقہ جو عبادات سے متعلق ہے، اس کا کسی قدر اہتمام ہو جاتا ہے، لیکن اللہ کے نبی نے جو طریقہ معاملات کا بتایا، معاشرت کا سکھلایا اس کی طرف توجہ نہیں ہوتی، اس کی فکر نہیں ہوتی۔ دین داری یہی ہے کہ آدمی کو یہی دھن لگی رہے یا تو کسی کام میں لگا ہوا ہو یا کسی کام کی تیاری میں مشغول ہو۔ بہت سے لوگ ادنیٰ درجے کے کام کے لیے تمام عمر برباد کر دیتے ہیں، ذرا بھی دل برداشتہ نہیں ہوتے، تمام عمر اس دھن و فکر میں مبتلا رہتے ہیں۔

زندگی کا مقصد

ایک بوڑھے آدمی سے اگر سوال کیا جائے کہ عمر کیسے گزری؟ زندگی کے کس مقصد تک آپ کی رسائی ہوئی؟ تو وہ آپ کو بتائے گا کہ میں پہلے یہ بننا چاہ رہا تھا، پھر یہ بن گیا۔ اسی طرح میری زندگی گزر گئی۔ افسوس ہے کہ ہم مطلوب اعلیٰ اور اشرف کی طلب میں جلد ہی گھبرا جاتے ہیں۔ آدمی دنیا کی چھوٹی چھوٹی ضروریات کو مقصد بنا کر بیٹھ جاتا ہے اور تمام زندگی اسی کو حاصل کرنے میں لگا دیتا ہے۔ کیا کرنا ہے؟ جی میں نے فلاں عہدے پر پہنچنا ہے۔ اسکول گیا، کالج گیا، یونیورسٹی اور پھر پتا نہیں کیا کچھ کرتے رہتے ہیں۔ اتنے سال کی محنت صرف اس لیے کی جا رہی ہے تا کہ فلاں عہدے تک پہنچ جائے۔ اس پر بسا اوقات ساری زندگی لگا دیتا ہے۔

ہماری زندگی کا اصل مقصد تو اللہ کو پانا ہے، اسے ہی راضی کرنا ہے۔ ہم اس کے لیے چند اعمال کرتے ہیں پھر سستی آ جاتی ہے۔ اس کے لیے ہم اتنے بے صبرے ہو جاتے ہیں، جلد ہی گھبرا اٹھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ ہمیں آج ہی مل جائے کچھ مشقت نہ کرنی پڑے۔ چھوٹے چھوٹے مقاصد کے لیے تو زندگی گزر جاتی ہے جب کہ اللہ کو پانے کے لیے ہم چند دن میں ہی تھک ہار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ کہنے لگتے ہیں کہ روزانہ کون معمولات کرے؟ ہر وقت کون نظر کی، زبان کی اور دیگر اعضاء و جوارح کی احتیاط کرتا رہے۔ یہ تو بہت مشکل کام ہے۔

تارک دنیا کون ہے؟

جب اتنا عظیم مقصد حاصل کرنا ہے تو اس کے لیے مستقل مزاجی سے لگنا پڑے گا۔ حکیم الامت حضرت اشرف علی تھانویؒ نے لکھا ہے کہ خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ ڈپٹی کلیکٹر کے امتحان کی مصیبت میں تھے، چوں کہ اس میں ان کو دلچسپی نہ تھی اس لیے اس میں کامیابی بھی دشوار تھی۔ ایک عریضے میں پریشانی کا اظہار کیا تو میں نے کہا کہ ہمت نہ ہاریے، دلجمعی کے ساتھ اگر چہ ناگوار ہو کوشش کیجیے۔ امتحان کو ضرور پاس کر لینا چاہیے۔ تارک الدنیا ہونا چاہیے نہ کہ متروک الدنیا۔ سبحان اللہ! یعنی دنیا آ رہی ہے اور اللہ کے حکم کو سامنے رکھ کر اگر کچھ چھوڑنا پڑے تو یہ تارک الدنیا ہے۔ ایک وہ آدمی جو اس کے لائق ہی نہیں کہ وہ چیز اس کو ملے تو وہ کہے کہ میں دنیا سے دور ہوں تو وہ متروک الدنیا ہے نہ کہ تارک الدنیا۔ یعنی دنیا اس کو چھوڑ رہی ہے نہ کہ یہ دنیا کو چھوڑ رہا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ آدمی خود دنیا کو چھوڑنے والا ہو، نہ کہ دنیا اس کو چھوڑے۔ متروک الدنیا کی آسان سی مثال یہ ہے کہ ''ہاتھ پہنچتا ہی نہیں اور کہتا ہے انگور کھٹے ہیں۔'' ایسا نہ ہو۔

وقت قیمتی کیسے بنے گا؟

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ آدمی جس جگہ پر ہو تو اس کے لیے خوب محنت کرے۔ بے کار باتوں میں کیا رکھا ہے؟ کام میں لگا رہے، اپنے وقت کو اللہ کی نعمت سمجھ کر اس کی قدر کرے۔ آنکھ بند کرتے ہی پتا چل جائے گا کہ کتنی قیمتی دولت ضائع کی۔ تمام کی تمام تحقیقات و تدقیقات دھری کی دھری رہ جائیں گی۔ جو شخص فضولیات میں مبتلا ہوتا ہے وہ کبھی با مقصد زندگی نہیں گزار سکتا۔ یہ تجربے کی بات ہے اور جو بامقصد زندگی گزارتا ہے تو اس کے پاس فضولیات کے لیے وقت نہیں ہوتا۔ یعنی جو اللہ کو اپنا مقصود بنائے بیٹھا ہے اس کو ان خرافات سے کیا لینا دینا؟ یہ تو ان لوگوں کا کام ہے جو آخرت سے بے فکر ہیں۔

ہماری سوچ بیمار ہے

جس بات میں کوئی فائدہ نہ ہو اس کو ترک کر دینا چاہیے۔ جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس کی زندگی میں حلاوت ہوگی، مٹھاس ہوگی۔ خیر دنیا، خیر عقبیٰ دونوں حاصل ہوں گی۔ لایعنی باتوں اور بے فائدہ کاموں میں بہت وقت برباد ہوتا ہے۔ حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ کسی نے بذریعہ خط مجھ سے معلوم کیا: ''جو لوگ حرام مال کھاتے ہیں ان کا کیا حشر ہوگا؟'' میں نے جواب میں کہا: ''مجھے فضول باتوں سے سخت گرانی ہے۔ اگر یہ بات دوسروں کے متعلق دریافت کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تجھ کو پرائی کیا پڑی؟ تم اپنی نبیڑو۔'' مسئلہ کیا دریافت کیا کہ جو لوگ حرام کھاتے ہیں ان کا حشر کیا ہوگا؟ ارے میاں! تم اپنی فکر کرو۔ اگر کسی کو یہ ڈر ہو کہ ہم متقی بن جائیں گے تو دنیا کے مزے جاتے رہیں گے، بلکہ ہمارا تو یہ ذہن ہے کہ دنیا کے مزے کیا خود دنیا ہی چلی جائے گی۔ اگر ہم تقویٰ اختیار کر لیں، کھائیں گے کہاں سے؟ پہنیں گے کیا؟ رہائش کا بندوبست کیسے ہوگا؟ یعنی جو ہم نے اپنے لیے کامیابی اور فلاح کا رستہ سوچا ہے (العیاذ باللہ!) وہ صحیح ہے اس راستے سے جو ہمیں اللہ نے دیا ہے۔ اگر چہ یہ بات وہ زبان سے نہیں کہتا، لیکن عملاً یہی کر رہا ہے۔

یہ صرف سوچ کی بیماری کا مسئلہ ہے۔ ہماری فکر بیمار ہے جس کی وجہ سے یہ خیال آتا ہے۔ اگر سوچ اور فکر میں سلامتی ہو تو اس طرح کے خیالات سے ذہن پاک ہوتا ہے۔ ہمارے اسلاف کی سوچ و فکر درست تھی، اس لیے وہ ایک انچ بھی دین کے راستے سے دستبردار ہونے کے لیے تیار نہیں تھے۔ انہیں پتا تھا کہ دین سے ذرا ہٹے تو ہماری بربادی شروع ہو جائے گی۔ چاہے وہ گھر کی زندگی ہو یا کاروباری دنیا۔ فردی زندگی میں دین شامل نہ ہو یا گھر کی اجتماعی زندگی اس سے مختلف ہو، ان کی سوچ اور فکر میں ایسی سلامتی تھی۔

متقی بننے کا آسان راستہ

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں: ''میں کہتا ہوں کہ تم یہ نیت کرلو کہ متقی نہ بنیں گے، مگر اللہ کے لیے علماء اور مشائخ کی صحبت میں رہ کر ایک مرتبہ دین کو سمجھ تو لو۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ تمہیں متقی بننے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی، بلکہ تم عمل کے خود بخود مشتاق ہو جاؤ گے۔ پھر تمہیں اعمال صالحہ میں وہ لذت محسوس ہوگی کہ دنیا کی تمام لذتوں کو بھول جاؤ گے۔ جی چاہتا ہے کہ سب اس طرح راہ راست پر آجائیں کہ ان کی ہر ادا سے اسلام کی شان ظاہر ہو۔ یہ امر واقعی ہے اگر مسلمان اپنی اصلاح کرلے اور دین ان میں راسخ ہو جائے تو یہ دین تو وہی ہے لیکن آج کل کچھ دنیاوی مسائل کا ان پر ہجوم ہے، ان شاء اللہ چند روز میں کایا پلٹ جائے گی۔ جیسے ایک مادر زاد اندھے حافظ کی حکایت ہے جو حقیقت نہ آنے کی وجہ سے کھیر کو ٹیڑھی سمجھ بیٹھے۔

خدا پرستی کی پہچان

خدا پرستی یہ ہے کہ تمام مصالح کو پس پشت ڈال دے اور حکم کا اتباع کرے۔ صحابہؓ کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے احکام کی کس قدر پابندی کی، عبدیت اسی کا نام ہے۔ بندے کی شان یہ ہے کہ احکام کا اتباع کرے، مصالح کی پروانہ کرے کہ اس پر کیا ملے گا؟ اور اس حکم کی کیا مصلحت ہے؟ اس کا کیا فائدہ ہے؟ اس کو تو اتباع کرنی چاہیے۔ انجن کا کیا حق ہے کہ راستے میں ڈرائیور کے ٹھہرانے کے بعد نہ ٹھہرے۔ گاڑی کو تو اس کے ٹھہرانے پر ٹھہر جانا چاہیے، چاہے اس کے لیے ٹھہرنے کی جگہ ہو یا نہ ہو۔ اللہ ہمیں بھی صحابہ کرام کی طرح کامل اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

خراب کر گئی شاہیں بچے کو صحبت زاغ

محمد سمیع

علامہ اقبال کے اس مصرعے کی حقانیت کو سمجھنا ہو تو اس کے لیے ہمارے حکمرانوں کے رویوں اور فرمودات پر نظر ڈال لینا ہی کافی ہوگا۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کی امریکہ سے غلامانہ وابستگی ناگزیر ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا اقتدار آسمان امریکہ سے نازل ہوتا ہے اور اس کا دوام اس کے حکمرانوں کی خوشنودی کا ضامن ہے۔ وہ اقتدار سے باہر ہوتے ہیں تو امریکہ کے چکر لگا کر اپنے لیے دوبارہ اقتدار کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ کوئی امریکی سینیٹرز سے ملتا ہے تو کوئی ان کے اقتدار سے وابستگان سے۔ یہی نہیں بلکہ وہ اقتدار کی لابی کے لیے وہاں Lobyist firms کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اتنی تگ و دو کے بعد انہیں اقتدار نصیب ہوتا ہے تو امریکیوں کی خوشنودی کیسے نہ کی جائے۔ نائن الیون کے بعد اس وقت کے امریکی صدر جارج بش نے اپنے ایک خطاب میں فرمایا تھا کہ یہ لوگ (مسلمان) خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ وہ ایسی کوششوں کو کیوں برداشت کرتے۔ خیر غیر مسلم حکمرانوں کے لیے تو خلافت کا قیام ڈراؤنا خواب night mare ہے۔ وہ اس کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کریں تو بات سمجھ میں آتی ہے لیکن جب ہمارے سابق صدر آصف علی زرداری یہ فرمائیں کہ پارٹی (پیپلز پارٹی) ملک پر مسلط خلافت کرنے والوں کے خلاف لڑتی رہے گی جن کا ایجنڈا عراق اور شام میں داعش، کینیا میں شباب اور نائجیریا میں بوکو حرام کے ایجنڈے سے مختلف نہیں تو اس کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ ؎ خراب کر گئی شاہیں بچے کو صحبت زاغ

زرداری صاحب کو قرآن و حدیث کا حوالہ دینا تو اس لیے عبث ہے کہ انہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ عہد کی پاسداری کا ذکر نہ صرف قرآن بلکہ حدیث میں بھی آیا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ عہد کو پورا کیا کرو کیونکہ اس کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ حدیث میں تو اتنی تاکید آئی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس میں عہد کا پاس نہیں، اس کا کوئی دین نہیں۔ لیکن زرداری صاحب کا فرمان ہے کہ وعدے قرآن و حدیث تو نہیں ہوتے۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جو قرآن و حدیث کے عام قاری بھی جانتے ہیں۔ خلافت کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو ایمان لائیں گے اور عمل صالح کریں انہیں وہ لازماً زمین میں خلافت عطا فرمائے گا اور اس کے نتیجے میں لازماً امن و امان نصیب ہوگا۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہمیں اللہ کے وعدے پر بھروسا نہیں اور امریکہ کی دھمکی پر دہشت گردی کے خلاف نام نہاد عالمی اتحاد میں اس کے فرنٹ لائن اتحادی بن جاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں امریکہ کو تو امن نصیب ہو جاتا ہے کہ نائن الیون کے بعد وہاں دہشت گردی کا کوئی بڑا حادثہ نہیں ہوا البتہ غیروں کی جنگ کے نتیجے میں دہشت گردی کے واقعات کے نتیجے میں ہم بے حال ہو رہے ہیں اور جن کی خوشنودی کے لیے ان کے اتحادی بنے تھے وہی ہمارے ملک کو دہشت گردی کا گڑھ قرار دے رہے ہیں۔ یہ تو ہونا ہی تھا۔ کیونکہ ہمارا حکمراں طبقہ خلافت کو ملک پر مسلط نہ ہونے دینے کا اعلان کرتا ہے جبکہ خلافت جو کہ اللہ کی ایک نعمت ہے ان معنوں میں کہ یہ نظام اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے جو دنیا کا واحد نظام ہے جو عدل کی ضمانت فراہم کرتا ہے اور جب یہ لوگ اللہ کے عطا کردہ نظام عدل اجتماعی کو پس پشت ڈال کر اغیار کے سرمایہ دارانہ نظام کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ اگر وہ اس نظام کو سینے سے نہ لگائیں تو اندرون و بیرون ملک دولت کے انبار کیسے اکٹھا کرسکتے ہیں۔ کیسے بیرون ملک میں محلات اور قیمتی فلیٹس بنا سکتے ہیں اور کیسے سوئس بینکوں میں قوم کی لوٹی ہوئی دولت کو جمع کرسکتے ہیں۔

اپنے اس عزم کے جواز میں کہ وہ ملک میں

خلافت مسلط کرنے والوں کے خلاف لڑتے رہیں گے، آصف علی زرداری تمثیل کس کی پیش کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ملک میں خلافت مسلط کرنے والوں کا ایجنڈا عراق اور شام میں داعش، کینیا میں شباب اور نائیجیریا میں بوکوحرام کا ایجنڈا ہے۔ ان کی اس بات سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے ملک کی تاریخ سے واقف نہیں بلکہ اس سے بھی ناواقف ہیں کہ جن تنظیموں کے نام گنوائے ہیں، ان کی پشت پر وہ قوتیں ہیں جن کا اپنا ایجنڈا مسلمانوں کو گروہوں میں بانٹ کر انہیں آپس میں لڑانا اور اس سے بڑھ کر ان تنظیموں سے ایسی کارروائیاں کروانا جس کے نتیجے میں لوگ نظام خلافت سے بے زار ہوں۔ حالانکہ تاریخ شاہد ہے کہ خلفائے راشدین کے دور کی بات ہی کیا، وہ تو تاریخ کا روشن ترین باب ہے، اس کے بعد میں آنے والی خلافتیں گو کہ صحیح معنوں میں خلافتیں نہیں تھیں، لیکن ان ادوار میں بھی مثالی امن وامان قائم تھا اور عدل و انصاف کا دور دورہ تھا۔

جہاں تک وطن عزیز میں نظام خلافت قائم کرنے کا عزم رکھنے والی تنظیموں کا تعلق ہے وہ بھی مغرب کے جمہوری نظام سے وابستہ ہو کر اس کے لیے جدوجہد کر رہی ہیں اور ملکی تاریخ شاہد ہے کہ انہوں نے امن وامان کا مسئلہ کبھی نہیں کھڑا کیا گو کہ جمہوری نظام کے ذریعے نظام خلافت کا قیام ممکن ہی نہیں۔ ملک کی ستر فیصد آبادی دیہی علاقوں میں رہتی ہے جہاں جاگیرداروں، وڈیروں اور خوانین کا راج ہے اور ان کے زیر اثر ان کے خلاف ووٹ ڈالنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جس ملک میں لوگوں کو اپنی مرضی سے ووٹ ڈالنے کا اختیار نہیں، وہاں نظام خلافت تو دور کی بات ہے، جمہوری نظام کا اپنی اصل حالت میں چلنا بھی ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں جمہوریت اب تک اپنے قدم نہیں جما سکی۔ مزید برآں، ملک کے قیام کے نصف عرصے کے دوران یہاں فوجی آمر حکومت کرتے رہے ہیں اور جب جب جمہوری حکومتیں قائم ہوئی ہیں، انہیں آمریت کا خوف ہی لاحق نہیں رہا بلکہ ان ہی کا جمہوری حکومتوں پر تسلط رہا ہے۔ مزید برآں، یہ بات ناقابل فہم ہے کہ جو جماعتیں نظام خلافت کے قیام کا عزم رکھتی ہیں، وہ موجودہ آئین کے تحت حلف اٹھا کر یہ کام کس طرح کر سکتی ہیں جبکہ آئین تو جمہوری نظام کو تحفظ دیتا ہے اور جب تک اس نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا نہیں جاتا، نظام خلافت کا قیام کیونکر ممکن ہے؟ ملک میں انتہا پسندی کی جو لہر عرصے سے جاری ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں نظام خلافت کی ہر کوشش کو حکمرانوں نے سبوتاژ کیا، لہٰذا کچھ ناسمجھ اور ناپختہ مسلمان جو اسلام سے محض جذباتی تعلق رکھتے تھے گمراہ ہوئے۔ یہ انتہا پسند عناصر مایوس ہو کر دہشت گردی کی طرف مائل ہوئے گو کہ نظام خلافت امن کا داعی ہے جسے دہشت گردی کے ذریعہ قائم نہیں کیا جا سکتا۔

الحمد للہ، ملک کی 95 فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے جن کو نبی اکرم ﷺ یہ خوشخبری دے گئے ہیں کہ قیامت سے قبل نظام خلافت پورے روئے ارضی پر قائم ہو کر رہے گا۔ اب اگر زرداری ملک میں نظام خلافت مسلط کرنے والوں کے خلاف لڑائی کا عزم رکھتے ہیں تو انہیں اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے کیونکہ وہ الصادق والمصدوق ﷺ کی پیشین گوئیوں کے خلاف لڑائی کا عزم رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ زرداری کے حال پر رحم فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

ضرورت رشتہ

☆ سرگودھا کے رہائشی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، ایم ایس سی ڈبل میتھس، بی ایڈ، ادارہ النور سے دینی کورس، کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ سرگودھا کے رہائشی کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: 0320-5851414

☆ فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے رفیق تنظیم، عمر 23 سال، الیکٹریکل انجینئر برسر روزگار کو دینی مزاج رکھنے والی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ رفیقہ تنظیم کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: 0333-6526397

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ مقامی تنظیم بہاولنگر کے رفیق محمد اسحاق وفات پا گئے
☆ واپڈا ٹاؤن، لاہور کے رفیق ظفر محمود وفات پا گئے
☆ گوجرانوالہ کے رفیق محترم محمد اکبر وفات پا گئے
☆ حلقہ لاہور شرقی، گڑھی شاہو کے رفیق شاہ زیب خان کی آٹھ سالہ بچی وفات پا گئی
☆ حلقہ ملاکنڈ، تیمر گرہ کے رفیق محمد صدیق سواتی کے چچا وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ”جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ سعداللہ جان کالونی، عقب (Admor) ایڈمور پٹرول پمپ نزد سرصاحب زادہ پبلک سکول، پرانا حاجی کیمپ، جی ٹی روڈ، پشاور“ میں

27 تا 29 جنوری 2017ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

نقباء کورس

(نئے ومتوقع نقباء کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

برائے رابطہ: 091-2262902 ، 0345-9183623

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)36316638-36366638

مسلمانوں کی دین سے اجتماعی روگردانی کا نزلہ بے چارے برما اور شام کے مسلمانوں پر گر رہا ہے: حافظ عاکف سعید

جب تک ہم کفار و مشرکین سے الگ ہو کر اپنی فکری اور اعتقادی بنیادوں کو مضبوط نہیں کرتے ہمیں مار کھانے سے کوئی نہیں بچا سکتا: اوریا مقبول جان

پاکستان کے عوام ایک موثر تحریک کی صورت میں اپنے مظلوم برمی اور شامی بھائیوں کے مقدمہ کو آگے بڑھائیں: عبدالروف فاروقی

اراکان مشرقی پاکستان کا کشمیر ہے۔ انہیں پاکستان میں شامل ہونے کی خواہش کی سزا مل رہی ہے: مولانا زاہد الراشدی

مسلمان برما اور شام کے حوالے سے میڈیا پر انحصار کرنے کی بجائے قرآن و سنت کی روشنی میں اپنی فکر کو مضبوط کریں: مفتی محمد مسعود ظفر

یہودی ساہوکار چین کی مخالفت میں برما میں مسلمان بستیوں کو جلا کر وہاں اقتصادی زون قائم کرنا چاہتے ہیں: انیس الرحمان

رینڈ کارپوریشن کی نئی سفارشات ہیں کہ مشرق وسطیٰ میں خون خرابے کو مزید کچھ عرصہ تک جاری رکھا جائے: عبدالغفار عزیز

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ”برما اور شام کے مظلوم مسلمانوں کی پکار“ کے موضوع پر ایک سیمینار 15 جنوری 2017ء کو قرآن آڈیٹوریم 191 اتا ترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوا۔ صدارت امیر تنظیم اسلامی پاکستان حافظ عاکف سعید نے کی جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی مرزا ایوب بیگ صاحب نے سرانجام دیئے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز حافظ محمد رفیق صاحب کی تلاوتِ قرآن مجید اور ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد سٹیج سیکرٹری جناب ایوب بیگ مرزا صاحب نے علامہ اقبال کے اشعار سے محفل کو گرماتے ہوتے باری باری مہمان مقررین اور جناب صدر کو دعوت خطاب دی۔ جنہوں نے برما اور شام کے مسلمانوں پر مظالم کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ پیش کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

انیس الرحمان (ایڈیٹر ندائے ملت لاہور)

انہوں نے برما اور شام کے مسلمانوں پر ٹوٹنے والی قیامت کے حوالے سے رپورٹ پیش کی اور کہا کہ برما کے مسلمانوں پر ظلم و تشدد کے پیچھے یہودی ساہوکاروں کی کوششیں ہو سکتیں ہیں جو چین کو اقتصادی حصار میں لینے کے لیے برما میں مسلمانوں کی بستیوں کو جلا کر وہاں اقتصادی زون قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح شام کے مسلمانوں پر مظالم کے پیچھے بھی یہودیوں کا ہاتھ ہے جو شام، عراق اور ترکی کے درمیان ایک کرد ریاست قائم کر کے وہاں روس اور چین کے اسرائیل پر مستقبل میں ممکنہ حملوں کو روکنے کے لیے میزائل شیلڈ لگانا چاہتے ہیں۔

مفتی محمد مسعود ظفر (محقق اور عالم دین)

آج کا دور فتن کا دور ہے اور میڈیا افواہ سازی کر کے فتنوں کو پھیلا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان نوجوان برما اور شام کے حوالے سے آج کے میڈیا پر انحصار کرنے کی بجائے قرآن و سنت کی روشنی میں اپنی فکر کو مضبوط کریں۔

عبدالروف فاروقی (جنرل سیکرٹری جمعیت علمائے اسلام (س)

برما اور شام کے مسلمانوں کی مدد کے لیے ضروری ہے کہ پاکستان کے عوام خاص طور پر مذہبی طبقہ اور مذہبی اور دینی جماعتیں اُٹھ کھڑی ہوں اور ایک موثر تحریک کی صورت میں اپنے مظلوم بھائیوں کے مقدمہ کو آگے بڑھائیں۔

اوریا مقبول جان (معروف دانشور و کالم نگار)

ہم تنہائی کے خوف سے اپنے دشمنوں کے سامنے بچھتے چلے جا رہے ہیں جبکہ اللہ اور رسول ﷺ نے ہمارے لیے بشارت اجنبیت میں رکھی ہے۔ جب تک ہم کفار و مشرکین سے الگ ہو کر اپنی فکری اور اعتقادی بنیادوں کو مضبوط نہیں کرتے کوئی اور ذریعہ ہمیں مار کھانے سے بچا نہیں سکتا۔

مولانا زاہد الراشدی (عالم دین)

اراکان مشرقی پاکستان کا کشمیر ہے جو کہ ہمارا کیس تھا اور ہم نے نہیں لڑا۔ انہوں نے کہا کہ اراکان کے مسلمانوں کا پہلا قصور مسلمان ہونا ہے اور دوسرا قصور پاکستان کے ساتھ شامل ہونے کی خواہش تھی۔ ان کی یہ خواہش تو پوری نہ ہو سکی مگر اس کی سزا ضرور انہیں مل رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے کہ تنظیم اسلامی نہ صرف ڈاکٹر اسرار احمد مرحومؒ کی فکر کو زندہ رکھے ہوئے ہے بلکہ ان کی فکر پر عمل پیرا بھی ہے۔

عبدالغفار عزیز (راہنما جماعت اسلامی)

انتہائی افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں کی مشترکہ طاقت جو اسرائیل کے خلاف استعمال ہونا چاہیے تھی وہ آپس میں لڑنے میں صرف ہو رہی ہے اور اس طرح یہودیوں کے تمام راستے ہموار ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رینڈ کارپوریشن کی نئی سفارشات جو آئیں ہیں ان میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ شام اور عراق میں خون خرابے کو مزید کچھ عرصہ تک جاری رکھا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو آپس کی لڑائی چھوڑ کر اپنے مستقبل کی فکر کرنی چاہیے۔

حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی پاکستان) آپ نے مہمان مقررین اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

مسلمانوں کی دین سے اجتماعی روگردانی کا نزلہ بے چارے شام اور برما کے مظلوم مسلمانوں پر گر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت دنیا میں پونے دو ارب مسلمان ہیں لیکن ان کی کوئی حیثیت ہے اور نہ طاقت کہ وہ برما اور شام میں پستے ہوئے مسلمانوں کی کوئی مدد کر سکیں۔ یہ ذلت اور مسکنت اللہ اور اس کے دین سے بغاوت کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ 58 اسلامی ممالک میں سے کسی ایک میں بھی دین نافذ نہیں ہے۔ ایک طرف ہم نے سودی معیشت کو اختیار کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کھلی جنگ کا اعلان کر رکھا ہے اور دوسری طرف اللہ سے رحمت کی اُمید بھی کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک یہ منافقت اور دین سے غداری ہم چھوڑ نہیں دیتے تب تک ہم اس عذاب سے چھٹکارا نہیں پا سکتے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ نے مسلمانوں پر خوب واضح کر دیا ہے کہ اس سے پہلے بنی اسرائیل نے بھی دین سے بغاوت کی تھی تو ہم نے انہیں بھی شدید ترین عذابوں میں مبتلا رکھا تھا۔ اگر تم بھی دین سے روگردانی کرو گے ہم تمہارے ساتھ بھی وہی کچھ کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ وقت کا تقاضا ہے کہ ہم اللہ اور رسول ﷺ سے کھلی بغاوت چھوڑ کر دین کے لیے خالص ہو جائیں تو اللہ کی رحمت ہمارے شامل حال ہو گی اور ہم اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں کی مدد کے قابل ہوں گے۔

The Donald J. Trump regime begins…

On 17 January 2017, Donald J. Trump took oath of the oval office to become the 45th President of USA. Trump had already nominated 29 key members of the executive branch for appointment to his cabinet before 17 January 2017, while he was still the President-elect.

The Cabinet of the United States is composed of the most senior appointed officers of the executive branch of the federal government of the United States, who are generally the heads of the federal executive departments. All Cabinet members are nominated by the President and then presented to the Senate for confirmation or rejection by a simple majority. If approved, they are sworn in and then begin their duties. Aside from the Attorney General, they all receive the title of 'Secretary'. Members of the Cabinet serve at the pleasure of the President; the President may dismiss or reappoint them (to other posts) at will.

However, the vice presidency is exceptional in that the position requires election to office pursuant to the United States Constitution. Although some are afforded cabinet-level rank, non-cabinet members within the Executive Office of the President, such as White House Chief of Staff, National Security Advisor, and White House Press Secretary, do not hold constitutionally created positions and most do not require Senate confirmation for appointment. Thus, there are those who are 'full' Cabinet members and those who are ranked as Cabinet-level officials. In the 700 'key' executive branch appointments, positions include Cabinet secretaries, deputy and assistant secretaries, chief financial officers, general counsel, heads of agencies, ambassadors and other critical leadership positions. Of these, 690 require Senate approval. In total, the transition team of a President-elect may need to find appointees for nearly 4,100 positions. President Donald Trump has so far managed to fill 50 of these 'key' positions. He will appoint further members of the executive branch in the coming days and weeks.

It has become a natural phenomenon of the leaders of Pakistan to look up to any new President elected in the USA (a.k.a. POTUS) as a 'Messiah', who would solve all our problems. This notion is as wrong as anything can be. The core principles of the U.S. foreign policy and to a greater degree its domestic policy are pre-determined, made by thousands of think tanks filled with Zionist Jews, Zionist Christians and Hindus who pull the strings from behind the scenes and remain constant regardless of who holds the 'ceremonial' position of POTUS.

According to our considered opinion, we expect that the overall foreign policy of the U.S. under the Trump Administration will remain largely unchanged, with slight transitions in certain regions and areas of concern. We anticipate that the U.S. will now take a tougher stance towards the 'traditional allies' in the Middle East & South Asia. Moreover, we believe that the U.S. will create further chaos in both regions and will greatly promote the cause of Israel in the Middle East. In South Asia, it will rely on India more than before to counter the 'threat' of Pakistan, China and the Taliban of Afghanistan. It is likely that the new U.S. administration will soften its stance towards China to a certain degree. It will, however, show a harsher attitude on the issues of the South China Sea and bilateral trade. We also think that this U.S. administration will take variable stances on issues outstanding with Russia. In any case, it will keep towing the present narrative viz. Russia.

As far as Pakistan is concerned, the new administration will pose a bigger security threat to our geographical and ideological frontiers than before. Our modus operandi to counteract this and other threats ought to be simple and definite. We ought to atone for our sins and revert to being true and faithful believers, both on the individual and the collective levels, thus winning back the pleasure of Allah *(SWT)*. Only then might we become eligible to hope and pray the Almighty *(SWT)* to reverse our fortunes and provide us with the strength to overcome these threats and eventually triumph. Else, the situation of our nation is pitiful and the outcome ominous.

VOL : 26 Regd. C.P.L NO. 114 No.4

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

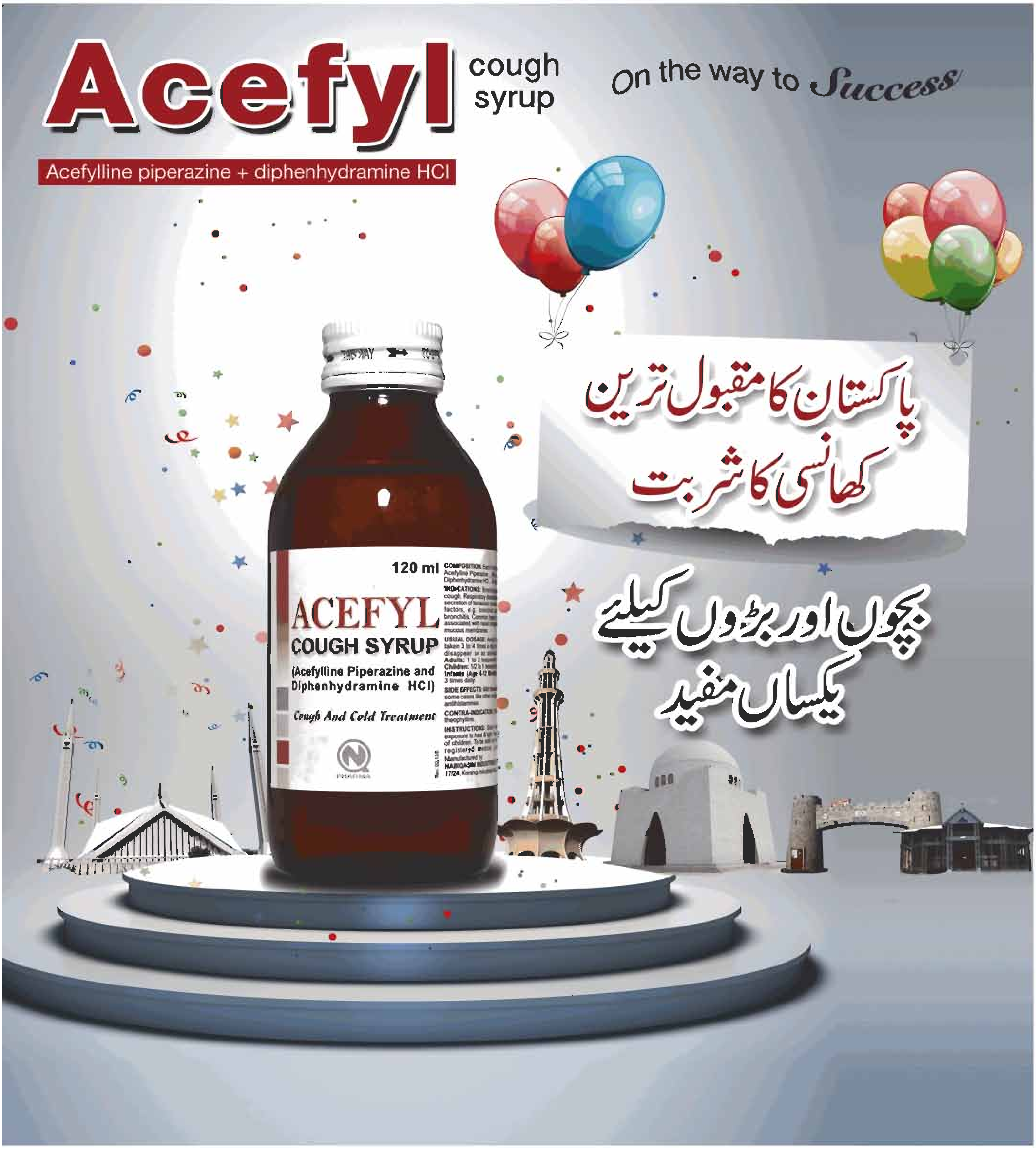

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your Health our Devotion